www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے

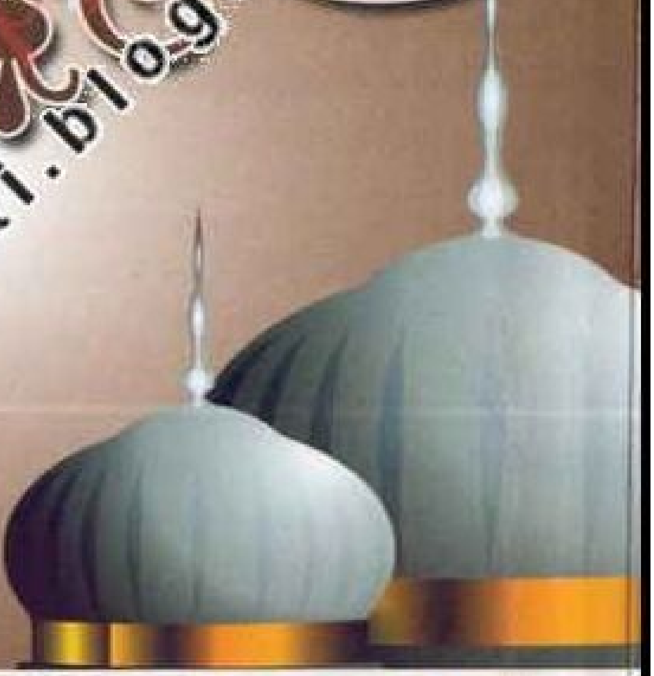

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں کیے
گئے عدالتی فیصلوں پر مشتمل مستند کتاب

حضرت عمرؓ کے فیصلے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عمرؓ کے عہد کا آغاز	5	یزدگرد کے روبرو	37
مشکلات سے عہدہ برآ	7	مٹی کا ٹوکرا	39
حضرت عمرؓ کا پہلا فیصلہ	9	مدائن پر قبضہ	41
سوچ وبچار	10	مال غنیمت کی تقسیم	43
ناپسندیدہ رسم	11	کوفہ شہر کی تعمیر کا فیصلہ	46
راہ راست کا فیصلہ	13	کوفہ کی جغرافیائی اہمیت	48
رحم اور سختی کا فیصلہ	16	حضرت علیؓ کا موقف	50
اللہ کی رہنمائی	17	مملکت کی آمدنی میں اضافہ	52
حضرت خالد بن ولید کی معزولی	18	عراق کی مفتوحہ اراضی	53
ہرقل کی تقریر	20	نوواردان اسلام کا حصہ	54
حضرت عمرؓ کو شہید کرنا	21	عراق کی اراضی اور غیر مسلم	55
حضرت عمر فاروقؓ کا خط	22	ایک سال قبل کا لگان	57
حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان	25	آخری فیصلہ	58
میں تمام مسلمانوں کا ذمہ دار ہوں	28	صوبہ جات اور اضلاع	59
جنگ قادسیہ کا فیصلہ	30	نوشیروانی عہد کے صوبے	60
سپہ سالار بنانے کا فیصلہ	32	حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی	62
نہایت صائب فیصلہ	33	جدت طرازیاں	63
امیر المومنین کا مکتوب گرامی	34	درہ لے کر چلنا	64
تمام تر جزئیات پر نظر	35	امیر حج مقرر کرنے کا فیصلہ	65
حضرت سعدؓ کا جواب	36	عدل وانصاف کیلئے گشت	66

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
اپاہج بڑھیا کی خصوصی مدد	66	رعایا پروری کی مثال	95
اصول وضوابط	68	دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ	96
انصاف میں مساوات	70	مال کی کثرت کا فیصلہ	98
ماہرین فن کی شہادت	72	موجودہ مال کی تقسیم	99
اصول پابندی	75	رعایا کے ساتھ شفقت	100
قاضیوں کی ذمہ داریاں	76	خواتین سے متعلق فیصلہ	103
عدل وانصاف	77	معاملات میں رجسٹرڈ کرنا	104
ماہرین فن کی شہادت	78	رحم وشفقت	105
تحریری فیصلے	79	بچوں کے وظائف کا فیصلہ	106
عوام پر مسلط نہ کرنے کا فیصلہ	80	ایک مجاہد کی امداد	107
انصاف کی فراہمی	81	رعایا کے حقوق کا اعلان	109
ایک اہم فیصلہ	82	عامل بنا کر نہیں بھیجا	110
بھکاریوں کی حوصلہ شکنی	83	گورنر مصر کے صاحبزادے کا فیصلہ	111
بنجر زمینوں کی آبادی	84	بیت المال کا فیصلہ	113
امیر پر رعایا کے حقوق	85	صاحبزادے کے خلاف فیصلہ	114
گورنروں کو ہدایات	86	مقتول کے قتل کی تحقیق	116
مفلوک الحال گھرانے کی امداد	87	غلاموں سے عدل	118
معاشی ضرورتوں کی تکمیل	88	صاحبزادے کو عہدہ نہ دینا	119
غربت کا خاتمہ	89	حضرت عمرؓ کے اقدامات	120
رعایا کی خوشحالی	90	مسلمانوں کی امداد	122
رعایا پروری کا عمل	91	اللہ کے حضور التجا اور قبولیت	123
رعایا کے مسائل سے واقفیت	92	قحط زدہ لوگوں کو زکوٰۃ موخر کر دی	125
قحط کے دوران کا فیصلہ	93	حضرت عمرؓ کی بصیرت	126

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت عمرؓ کے عہد کا آغاز

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ۲۲ جمادی الآخر میں ۱۳ھ (22 اگست 632ء) کو بعد غروب آفتاب وفات پائی۔ رات میں ہی میت کو غسل دیا گیا اور جس تخت پر رسول اللہ ﷺ کا جسد اطہر زیب دوش کیا تھا۔ اسی تخت پر آپ کا جنازہ بھی مسجد نبوی ﷺ میں لایا گیا۔ جنازے کی نماز کے بعد میت روضہ نبوی ﷺ کی طرف لے جائی گئی اور ثانی اثنین ؓ کو ان کے محبوب ﷺ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سر شانہ رسالت ﷺ کے متوازی رکھا گیا اور لحد سے لحد ملا دی گئی۔ تدفین میں حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت عبد الرحمان بن ابی بکرؓ شامل تھے۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ اول کا آخری حق ادا کیا اس کے بعد آپ حضرت عائشہؓ کے گھر پہنچے۔ حاضرین کو سلام کیا، اور بیٹھ گئے۔ آدھی رات کے بعد اپنے گھر واپس ہوئے اور بستر میں لیٹ کر ان واقعات پر غور کرنے لگے جو کل پیش آنے والے تھے۔ صبح سویرے ہی لوگ خلافت کے لئے بیعت کو آئیں گے۔ جن میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اسے ایک ناگوار فرض سمجھ کر ادا کریں گے۔ پھر عراق اور شام میں بھی جنگ کا نازک اور پیچیدہ مرحلہ درپیش ہے آخر وہ کون سی صورت ہے جو ان دونوں مسلکوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو حل کر دے، جب کہ یہ نوزائیدہ اسلامی مملکت کے لئے انتہائی خطرناک بھی ہیں۔

مشکلات

ان دنوں عراق اور شام میں مسلمانوں کی حالت بڑی نازک تھی۔ شام میں روم کی قوتوں کے سامنے اسلامی فوجیں جیسے جام ہو کر رہ گئی تھیں اور انہیں حرکت میں لانے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق سے شام بھجوایا تھا، لیکن اس کے باوجود کہ حضرت خالدؓ ان فوجوں کے سردار تھے ان میں کوئی حرارت پیدا نہ ہو سکی اور مدینہ کے مسلمان کسی ایسے پیغام کے منتظر ہی رہے جس سے ان کے دلوں میں امید کی کرن پھوٹتی، یا وہ ان فوجوں کے انجام کی طرف سے مطمئن ہو جاتے۔ ادھر حضرت خالد بن ولیدؓ کے مختصری فوج کے ہمراہ شام چلے جانے سے عراق کا لشکر کمزور پڑ گیا تھا اور مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو اپنی جنگی فراست و مہارت کے باوجود عراقی مقبوضات کی حفاظت کرنی دشوار ہو گئی تھی، چنانچہ وہ حیرہ جا کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اس ایرانی لشکر کو جو شہریران بن اردشیر نے ہرمز جاذویہ کی سرکردگی میں بھیجا تھا بابل کے کھنڈروں میں عبرتناک شکست دی تھی، لیکن اس فتح کے باوجود وہ دشمن کے اچانک حملے کے خوف سے اپنے پہلے مورچوں میں قلعے بند ہونے پر مجبور ہو گئے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ وہ مدافعت تو کر سکتے ہیں، پیش قدمی نہیں کر سکتے، لیکن یہ مدافعت بھی انہیں دشوار ہونے لگی، جب انہوں نے محسوس کیا کہ امرائے ایران کے اضطراب میں اطمینان کی صورت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا کہ جو مرتدین تائب ہو چکے ہیں ان سے مدد لی جائے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سے جنگ میں مدد لینی اپنے اوپر حرام کر چکے تھے۔ جب یہاں جواب میں تاخیر ہوئی تو بشیر بن خصاصیہ کو اپنی جگہ سپہ سالار مقرر کر کے مثنیٰ نے مدینہ کا رخ کیا تا کہ نازک حالت بیان کر کے حضرت ابوبکرؓ کی رائے بدلنے کی کوشش کریں۔

مشکلات سے عہدہ برآ

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان ساری مشکلات سے کیسے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں؟ وہ رات بھر انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں رہے۔ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گڑگڑا کے دعائیں مانگتے رہے کہ وہ ان کے دل کو اپنی ہدایت سے نوازے اور انہیں سیدھا راستہ دکھا دے۔ صبح سب سے پہلے ان کا سامنا مثنیٰ سے ہوگا اور وہ ان سے بھی وہی مطالبہ کریں گے جو پہلے حضرت ابوبکرؓ سے کر چکے ہیں کہ تائبین ارتداد کو ان کی مدد کے لئے بھیجا جائے۔ دلیل وہ دیں گے کہ تائبین ارتداد غنیمت پر جان دیتے ہیں اور ان سے زیادہ جنگ کا شائق اور کوئی نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے عراق کے متعلق انہیں جو وصیت کی ہے اس کا نفاذ بھی ضروری ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بلا کر فرمایا تھا۔ "عمرؓ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور اس پر عمل کرو! مجھے امید ہے کہ میں آج ہی دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اگر میں مر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے پہلے مثنیٰ کو امداد دے کر رخصت کر دینا اور اگر رات ہو جائے تو صبح سب سے پہلے یہ کام کرنا، اگر اللہ امرائے شام پر تمہیں فتح بخش دے تو خالدؓ بن ولید کی فوج کو عراق واپس بھجوا دینا کہ اس فوج میں عراق کے بڑے بڑے صاحب اثر لوگ شامل ہیں جو اہل عراق پر جرأت کے ساتھ حملہ کر کے انہیں مار بھگانے کی قوت رکھتے ہیں۔"

اب انہیں کیا کرنا چاہئے؟ مدینے کے مسلمانوں کو مثنیٰ کے ساتھ کریں یا تائبین

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ارتداد کو؟ انہیں یہ خوف تھا کہ مسلمان یہ دیکھنے کے بعد کہ ان کے ساتھی شام میں پیش قدمی نہیں کر سکتے اور مثنیٰ مدینے میں ایران اور اس کی طاقت سے خائف نظر آ رہے ہیں، اس دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے۔ لیکن مسلمان عراق میں ٹھہر نہیں سکتے تھے اگر انہیں کمک نہ پہنچائی جائے اور وہاں سے واپسی کا تصور بھی کبھی مثنیٰ کے ذہن میں نہ آیا تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے خود حضرت ابوبکرؓ کو عراق پر حملے کے لئے آمادہ کیا تھا اور وہی خالدؓ اور دوسرے مسلمانوں سے پہلے عراق پہنچے تھے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ جس ملک پر حملہ کرنے میں وہ سب سے آگے تھے اور جس ملک کے متعلق انہیں یقین ہے کہ وہ اسے فتح کرنے کی قوت رکھتے ہیں، اب اس سے خود ہی پسپا ہو جائیں۔ اگر حضرتؓ تائبین ارتداد کو ان کی مدد کے لئے بھیج دیں تو وہ فتح کے قدم بڑھاتے ہوئے ایوان کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

مثنیٰ کی طرح حضرت عمرؓ کے دل میں بھی یہ کبھی خیال نہ آیا تھا کہ عراق سے پسپا ہوا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خلیفہ ہی اپنے اس یقین کے تحت نامزد کیا تھا کہ وہ سب مسلمانوں سے زیادہ ان کی سیاست کو جاری رکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن اس سیاست کو جاری نہیں رکھا جا سکتا تاوقتیکہ معاملے کو پوری قوت کے ساتھ ہاتھ میں نہ لیا جائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت کے مطابق مسلمانوں کو مثنیٰ کی مدد کے لئے بھیج کر عراق میں اسلامی قوت کو سہارا نہ دیا جائے۔

لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ اسلام کے وہ اکابر اور رسول اللہ ﷺ کے وہ اصحابؓ جو ان کی خلافت پر چیں بہ جبیں تھے، اس باب سے سچے دل سے ان کی مدد کریں گے؟ اگر انہوں نے پس و پیش کی تو حضرت عمرؓ کو کیا کرنا چاہیے؟ اور ان کی اس پس و پیش کا اثر عرب اور مدینہ میں ان کے حلقہ اثر پر کیا پڑے گا؟ بس ایک ہمت و جرأت ہی کی پالیسی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے جو اس مرحلے پر انہیں کامیاب کر سکتی ہے اور ہمت و جرأت کی حضرت عمرؓ میں کمی نہیں۔ پھر تو انہیں اللہ پر بھروسہ کر کے جرأت مندانہ قدم اٹھا ہی لینا چاہیے۔

ساری رات اسی فکر و اضطراب میں گزر گئی، صبح اٹھ کر وہ مسجد نبوی ﷺ میں آئے اور لوگوں کو بیعت کے لئے آگے بڑھتے دیکھ کر ان کی بے چینی قدرے کم ہوئی۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے۔ اس سیڑھی سے ایک سیڑھی نیچے جس پر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا پہلا فیصلہ

محمد بن سعدؒ حمزہ بن عمرؓ کی سند پر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ۲۲ جمادی الآخر بروز منگل شام کے وقت ہوا تھا۔ یہ ہجرت کا تیراھوں سال تھا۔ دوسرے دن صبح کو حضرت عمرؓ مسند خلافت پر جلوہ فرمائے۔ جامع بن شداد نے اپنے والد سے روایت کی ہے: منبر پر جلوہ فگن ہونے کے بعد گفتار فاروقی کا یوں آغاز ہوا: ”اے اللہ میں سخت و درشت ہوں، مجھے نرم کر دے میں کمزور اور بے طاقت ہوں، مجھے قوت عنایت کر، میں تنگ ہوں، مجھے کشادہ کر دے۔“

سعد اور قاسم بن محمدؒ نے اسی موقع کا ایک اور عمری جملہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے:
”اگر میں سمجھتا کہ اس بار (بار خلافت) کو اٹھانے کی اہلیت مجھ سے زیادہ کسی اور شخص میں ہے، تو میں اسی کو امیر المومنین بنا دیتا اور پھر مجھے یہ منظور ہوتا کہ میری گردن اڑا دی جائے مگر یہ منظور نہ ہوتا کہ امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔“

ابراہیم النخعیؒ کے بیان کے مطابق بر سر اقتدار آتے ہی حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو دو بڑے کام سونپ دیئے یعنی عہدہ قضا اور جنگی تیاریوں کی نظارت اور نگرانی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سوچ و بچار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا خطبہ ختم کیا اور نماز پڑھنے کے لئے منبر سے اترے۔
نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے خطاب کیا اور انہیں مثنیٰ کے ساتھ عراق جانے کی دعوت دی۔ ساتھ ہی اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کا ذکر فرمایا۔ لوگوں نے یہ اپیل سنی اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ جواب کسی نہ دیا۔ گویا شام میں ان کے بھائیوں میں کیا بیت رہی تھی اس کا منظر ان کی نگاہوں کے سامنے تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ خود بھی اس ابتلاء سے دوچار ہوں۔ کیا اس وقت بھی وہ اس طرح دم بہ خود نہیں رہ گئے تھے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام پر حملے کی دعوت دی تھی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چیخ کر کہنا پڑا تھا۔ مسلمانو! آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ جب کہ وہ تمہیں زندگی بخش جہاد کی طرف بلا رہے ہیں؟" تب کہیں انہوں نے یہ دعوت قبول کی تھی اور ہرقل اور اس کی فوجوں سے مقابلے کے لئے نکلے تھے، پھر آج بھی تو وہی ابوعبیدہ بن الجراح، عمرو بن العاص، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں جزیرہ نما عرب کے مختلف امراء و قائدین کی اعانت بھی حاصل ہے۔ انہیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ روم پر غالب آنے کی طاقت یہ اپنے اندر نہیں پاتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کو عراق سے شام منتقل کر کے جو مدد ان حضرات کو دی تھی وہ بھی ان کے لئے کفایت نہیں کرتی، حالانکہ یہی خالدؓ عراق میں اپنی پیہم فتوحات سے ایرانی قوت کو پامال کر چکے ہیں۔ آپ کا خیال ہے؟ اگر مسلمان حضرت عمرؓ کی دعوت قبول کر کے مثنیٰ کے ساتھ عراق چلے جاتے ہیں تو نفع میں رہیں گے یا کسریٰ کی فوجوں کے مقابلے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں ان کا بھی وہی حال ہوگا جو شام میں ہرقل کی فوجوں کے مقابلے میں ان کے ساتھیوں کا ہو رہا تھا؟ انہیں حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق حضرت عمرؓ کی رائے معلوم تھی اور مالک بن نویرہ کے معاملے میں حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کے خلاف جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ بھی انہیں یاد تھا۔ اس لئے ان میں سے کسی کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ کو عراق واپس بھیجیں گے۔ مثنیٰ، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک بہت بڑے سپہ سالار ہیں لیکن نہ وہ قریشی ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی! وہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جوں ہی حضرت خالدؓ کو عراق سے شام بھیجا گیا، مثنیٰ عراق سے پسپا ہو کر حیرہ میں قلعہ بند ہو گئے، اور وہاں سے وہ اب مدینہ آئے ہیں کہ خلیفہ سے مدد کی درخواست کریں ان تمام باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ ایران کے مقابلے میں ان کی پوزیشن کچھ ایسی بہتر نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں معذور بھی ہوں؟ اس لئے کہ ایران کا نام اس وقت بھی عرب کے دلوں میں وہشت پیدا کر دیتا تھا۔ پھر بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ حضرت خالدؓ نے ایرانیوں پر محض اس لئے غلبہ پالیا کہ ایرانی شروع ہی میں ان سے مرعوب ہو گئے تھے اور ان میں اتنی ہمت باقی نہ رہی تھی کہ اپنی قوت سے حملہ کر کے حضرت خالدؓ کو پسپا کر دیتے۔ جب مسلمانوں کا حال یہ ہو تو وہ جنگ پر کیسے آمادہ ہو سکتے تھے جو ایک مصیبت بن کر ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔

ناپسندیدہ رسم

حضرت عمرؓ کی یہ دعوت عرب کی زعماء اور اہل الرائے کے نزدیک معمولی نہ تھی اور جب یہ لوگ ہی پس و پیش کر رہے تھے تو ظاہر ہے عوام میں اس سے بھی زیادہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہچکچاہٹ ہوگی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکالیا اور اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئے۔ جہاں بیعت کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا۔ عشاء کی نماز کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور حضرت عمرؓ نے ساری رات سوچ بچار میں گزار دی۔ صبح ہوئی تو مسجد میں اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے اور لوگوں نے پھر بیعت کرنی شروع کر دی۔ موذن نے ظہر کی اذان دی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی حضرت عمرؓ نے اپنی بلند آواز میں لوگوں کو حکم دیا کہ مرتدین کے غلام ان کے رشتہ داروں کو واپس کر دیئے جائیں اور توجیہاً فرمایا:

''میں اسے پسند نہیں کرتا کہ عربوں میں غلامی کی رسم قائم ہو جائے۔''

لوگوں نے یہ حکم سنا تو ان کی نگاہیں حضرت عمرؓ کے چہرے پر جم کے رہ گئیں۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ ''یہ چاہتے کیا ہیں؟ مسلمانوں نے ارتداد کی جنگوں میں عربوں کو خلیفہ اول کے حکم سے غلام بنایا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جزیرہ نمائے عرب کے گوشے گوشے میں اعلان کرا دیا تھا کہ میں نے فوج کے تمام سرداروں کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اسلام کے سوا مرتدین کی اور کوئی پیشکش قبول نہ کریں۔ جو کوئی انکار کرے اس سے لڑیں اور جو ہاتھ آئے اسے نہ چھوڑیں، انہیں قتل کریں، ان کے گھروں کو آگ لگا دیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیں۔ تو کیا اب اس حکم سے حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم کی مخالفت کریں، ان کی راہ چھوڑ کر کسی دوسرے رستے پر چلیں؟ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ جانے کی دعوت پر انہوں نے لوگوں کو خاموش پایا ہے اور وہ مثنیٰ کی امداد کے لئے مختلف قبائل عرب کا دل اس طرح مٹھی میں لینا چاہتے ہیں؟ بات چاہے کچھ ہو، یہ واقعہ ہے کہ ان کا یہ حکم ملکی سیاست میں بالکل نیا ہے جس پر نظر رکھنی ہے اور جو باہمی مشورت کا متقاضی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

راہ راست کا فیصلہ

سچ یہ ہے کہ حضرت عمر، حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد گزشتہ دوراتوں سے سونہیں سکے تھے۔ لوگ حضرت صدیقؓ کے بیان ووصیت کے احترام میں ان سے بیعت کررہے تھے تاہم ان کے اکثر زعماء حضرت عمرؓ کی شدت اور درشتی کے سبب انہیں پسند نہیں کرتے تھے، پھر ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے دل میں خلافت کی امید رکھتے تھے، لیکن حکومت کے معاملات کبھی مستحکم بنیادوں پر نہیں چل سکتے تاوقتیکہ اہل الرائے اس کی سیاست میں ذمہ دارانہ حیثیت سے شریک نہ ہوں اور مرحلہ اتنا نازک تھا کہ حضرت عمرؓ سے وقت کے حوالے کر کے اللہ سے یہ دعا مانگنے پر اکتفا نہیں کر سکتے تھے کہ وہ لوگوں کے دل میں ان کی محبت پیدا کر دے! اگر اس موقع پر ہمت وجرأت سے کام نہ لیا جاتا تو ملکی سیاست میں تشویشناک صورتحال پیدا ہوجانے کا اندیشہ تھا۔ لیکن اس حکم سے کہ غلاموں کو ان کے رشتہ داروں کے پاس بھیج دیا جائے، قبائل عرب کی تالیف قلب ہوگئی تھی اور حضرت عمرؓ نے اپنی سختی سے نفرت کرنے والے دلوں کو جیت لیا تھا۔ اب انہیں بے کھٹکے اپنی پالیسی پر کاربند ہوجانا چاہیے تھا! چنانچہ تیسرے دن جب وہ مسجد میں تشریف لائے اور لوگ ان کی بیعت سے فارغ ہوگئے تو اٹھے اور فرمایا:

عرب کی مثال ایک نکیل پڑے اونٹ کی سی ہے جو اپنے ساربان کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ یہ دیکھنا ساربان کا فرض ہے کہ وہ اسے کس طرح لے جائے۔ قسم ہے مجھے رب کعبہ کی! میں انہیں راہ راست پر لا کے چھوڑوں گا۔"

فیصلوں کا اظہار

نگاہیں اور بھی حضرت عمرؓ کے چہرے پر جم گئیں اور مسجد میں جتنے لوگ تھے ان

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

سب نے یہی گمان کیا کہ یہ اپنی سختی اور درشتی کی بنا پر ان کے لئے عذاب کا تازیانہ بن کر رہے گا۔ حضرت عمرؓ نے ان کے چہروں کو پڑھ لیا اور جب لوگ ظہر کی نماز کے لئے جمع ہوئے تو منبر پر چڑھ کر فرمایا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختی سے ڈرتے اور میری درشتی سے کانپتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، عمرؓ اس وقت بھی ہم پر سختی کرتا تھا جب رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم تھا۔ پھر وہ اس وقت بھی ہم سے سختی کے ساتھ پیش آتا رہا جب ہمارے اور اس کے درمیان حضرت ابوبکرؓ حائل تھے۔ لیکن اب کیا ہوگا جب کہ تمام معاملات اسی کے ہاتھ میں ہیں، اور جو بھی یہ کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے...... مجھے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت کا شرف حاصل تھا۔ میں سرکار دو عالم ﷺ کا غلام اور ادنیٰ چاکر تھا اور کوئی نہ تھا جو نرمی اور رحم دلی میں آپ ﷺ کو پہنچ سکتا۔ جیسا کہ اللہ نے بھی فرمایا ہے، "وہ مومنین کے لئے رافت ورحمت کا سرچشمہ ہیں۔" بارگاہ رسالت ﷺ میں میری حیثیت ایک برہنہ شمشیر کی سی تھی۔ جب حضور ﷺ چاہتے، مجھے نیام میں فرما لیتے اور جب چاہتے آزاد کار عطا کر دیتے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو یاد فرما لیا۔ حضور ﷺ آخر وقت تک مجھ سے خوش رہے۔ اس پر میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں اور اس سعادت پر مجھے فخر ہے۔"

"اس کے بعد مسلمانوں کی زمام کار ابوبکرؓ صدیق کے سپرد کی گئی، جن کے تحمل، کرم اور نرمی سے انکار نہیں، اور میں انکا بھی خادم اور مددگار تھا۔ اپنی سختی کو ان کی نرمی میں سمو دیتا تھا۔ میں ایک برہنہ تلوار تھا جسے وہ نیام میں کر لیتے تھے یا اپنا کام کرنے کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ میں اسی طرح ان کے ساتھ بھی رہا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انہیں بھی ہم سے جدا کر دیا اور وہ آخر دم تک مجھ سے خوش تھے۔ اس پر میں اللہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

کالا کھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں اور اس سعادت پر مجھے خوشی ہے۔"

"اور اب سے اے لوگو! تمہارے معاملات کی ذمہ داری میرے شانوں پر رکھ دی گئی ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اب نرمی سے بدل گئی ہے، لیکن ان لوگوں پر بدستور قائم ہے جو مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں۔ ہے وہ لوگ جو امن وسلامتی سے رہتے اور جرأت ایمانی رکھتے ہیں سو ان کے لئے میں سب سے زیادہ نرم ہوں۔ اگر کوئی کسی پر ظلم یا کسی کے ساتھ زیادتی کرے گا تو میں اس وقت تک اسے نہیں چھوڑوں گا جب تک اس کا ایک رخسار زمین پر نہ لگا دوں اور دوسرے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھ دوں، تا آنکہ وہ حق کے سامنے سپر انداز نہ ہو جائے، لیکن اپنی اس تمام تر شدت کے باوجود اہل عفاف اور اہل کفاف کے لئے میں خود اپنا رخسار زمین پر رکھ دوں گا۔

لوگو! مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں جو میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، اپنے یہ حقوق مجھ سے حاصل کرو۔ مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہارے خراج اور اس غنیمت میں سے، جو اللہ تمہیں عطا کرے کوئی چیز ناحق نہ لوں مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ جب تم میں سے کوئی میرے پاس آئے تو مجھ سے اپنا حق لے کر جائے، مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ انشاء اللہ میں تمہارے عطیات و وظائف میں اضافہ اور تمہاری سرحدوں کو مستحکم کردوں اور مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہیں ہلاکت میں نہ ڈالوں، تمہیں گھر واپس آنے سے نہ روکے رکھوں اور جب تم کسی جنگ پر جاؤ تو ایک باپ کی طرح تمہارے اہل وعیال کی نگہداری کروں!

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! مجھ سے درگزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں میری مدد کرو! اور تمہاری جو خدمات اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت کرو۔ میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں!"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

رحم اور سختی کا فیصلہ

یہ کہہ کر حضرت عمرؓ منبر سے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز پڑھا کے مسجد سے تشریف لے گئے اور لوگوں نے جو کچھ ان سے سنا تھا اس پر غور کرنے لگے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت عمرؓ کا ظاہر و باطن ایک ہے اور ان کے دل اور زبان میں کوئی فرق نہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ عمرؓ اپنی سختی اور درشتی کے باوجود انصاف پسند انسان ہیں اور ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی سختی صرف ظالموں کے لئے ہوگی۔ وہ دھوکا نہیں دے رہے تھے جب کہہ رہے تھے کہ پرامن اور نیک لوگوں کے لئے وہ سب سے زیادہ نرم ہوں گے۔ چنانچہ بعض موقعوں پر انہوں نے ان کی رقت اور نرم دلی کے ایسے مناظر بھی دیکھے تھے جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا، جنہیں بھلایا نہیں جاسکتا، پھر انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے عطایات و وظائف میں اضافہ کریں گے اور جب وہ محاذ جنگ پر ہوں گے تو ان کے اہل و عیال کی نگرانی اور دیکھ بھال ایک باپ کی طرح کریں گے تو کیا وہ اس کے مستحق نہیں ہیں کہ ان پر پوری طرح اعتماد کیا جائے اور جب وہ کسی مقصد کی طرف بلائیں تو جواب میں لبیک کہا جائے؟

حضرت عمرؓ کے کامیاب جملے

حضرت عمرؓ نے مثنیٰ کی یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ حاضرین پر ان کا اثر اچھا پڑا ہے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور اپنی تقریر میں فرمایا:

”حجاز ایک ایسی جگہ ہے جو تمہیں صرف گزارے کے لائق ہی دے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ کہاں ہیں اپنا گھر بار چھوڑ کر اللہ کے وعدے کی طرف جھپٹنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

والے؟ آئیں، اور اس سرزمین میں پھیل جائیں جس کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اس کا وارث بنائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے: لیظھرہ علی الدین کلہ سورۃ توبہ 9 آیت۔33 (کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے) اور اللہ اپنے دین کو غالب کرنے والا، اس کے مددگار کو عزت دینے والا، اور اس کے حلقہ بگوشوں کو قوموں کی میراث عطا کرنے والا ہے۔ کہاں ہیں اللہ کے نیک بندے؟"

اللہ کی رہنمائی

مثنیٰ بن حارثہ نے جب دیکھا کہ یہ لشکر ان کے ساتھ عراق جانے کو تیار ہے، تو وہ مطمئن ہو گئے۔ لیکن عمرؓ نے اب مثنیٰ کو مدینے میں روکے رکھنا مناسب نہ سمجھا، چنانچہ انہیں حکم دیا کہ عراق جا کر اپنی فوج سے مل جائیں۔ پھر فرمایا: جب تک یہ کمک نہ پہنچ جائے لڑائی سے گریز کرنا۔" نیا لشکر تیاری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی روانگی کا وقت آ گیا حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی بات ماننا اور انہیں مشورے میں شریک رکھنا۔ جب تک کوئی معاملہ واضح نہ ہو جائے، جلد بازی سے کام نہ لینا! جنگ میں کامیابی اسی کے لئے ہے جس کی طبیعت میں ٹھہراؤ ہو اور جو موقع سے فائدہ اٹھانا جانتا ہو۔"

اس پر پیچ مسئلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی رہنمائی کی اور انہوں نے اپنی خلافت کے چار دن کے اندر اندر اس کو حل کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ دوسرے مسائل پر بھی غور کرتے رہے جو اس وقت انہیں درپیش تھے۔

حضرت عمرؓ کا کوئی خطبہ ایسا نہ ہوتا تھا جو سامعین کے دلوں پر اپنا بھرپور اثر نہ چھوڑتا ہو۔ ان کے ایک ایک فقرے سے ان کا اخلاص جھلکتا تھا اور ان کے ایک ایک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

لفظ سے ان کی بے نفسی اور بارگاہ الٰہی میں مسلمانوں کے لئے خیر طلبی کے جذبے کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ مسلمانوں سے فرمایا کرتے تھے۔

"مجھے امید ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری خدمت کرنے میں حق کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا اور کوئی مسلمان، چاہے وہ محاذ جنگ ہی پر کیوں نہ ہو...... ایسا نہ ہوگا جسے اللہ کے مال میں سے اس کا حصہ نہ ملا ہوگا۔" اور آپ کا ارشاد ہوتا تھا۔ "میں مسلمان ہوں اور ایک بندہ ضعیف مگر یہ کہ اللہ عزوجل میری مدد فرمائے! تمہاری خلافت انشاء اللہ میری فطرت میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرے گی۔ عظمت صرف اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہے بندوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ جب سے عمرؓ خلیفہ ہوا ہے بدل گیا ہے میں اپنا حق جانتا ہوں اور اپنی ایک ایک بات کھول کھول کر تمہارے سامنے رکھتا ہوں اگر کسی کی کوئی حاجت پوری نہ ہوئی ہو یا کسی پر ناحق ظلم کیا گیا ہو، یا کسی کو میرے مزاج سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ آ کے مجھے پکڑے کیونکہ میں بھی تم ہی جیسا ایک انسان ہوں...... مجھے تم سب سے زیادہ تمہاری بھلائی محبوب ہے اور تمہاری تکلیف مجھ پر ایک بوجھ ہے...... مجھے اپنی امانت اور ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے، جو مسئلہ میرے سامنے آئے گا انشاء اللہ العزیز میں خود ہی اسے حل کروں گا۔ کسی دوسرے پر نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے صرف دیانتدار اور مخلص کارکنوں کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ میں ایسے ہی لوگوں کو اپنی امانت سپرد کروں گا۔

حضرت خالد بن ولید کی معزولی

حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اولؓ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کی عمر تقریباً باون سال کی تھی، آپؓ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تمام مسلمانوں نے مسجد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

نبوی ﷺ میں آپ سے بیعت کی اور آپ کی مبایعت سے کسی شخص نے بھی خواہ وہ بڑا تھا یا چھوٹا انحراف نہیں کیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں دشمنی، نفاق اور انشقاق تمام جاتا رہا۔ باطل نیست اور حق قائم ہوگیا۔ آپ کی امارات میں سلطنت قوی ہوگئی شیطان کے مکر میں ضعف آ گیا۔ الٰہی حکم حالانکہ کافروں کو شاق تھا۔ مگر ظاہر ہوگیا۔ آپ اپنے زمانہ خلافت و امارت میں فقراء کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ یتیموں پر مہربانی اور مظلوموں کے ساتھ ایسا انصاف کرتے تھے کہ حق ظاہر ہو جاتا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی کام میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کے متعلق حضرت عمرؓ کے سوءِ ظن سے سب لوگ واقف تھے۔ مالک بن نویرہ کے قتل پر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے حضرت خالدؓ کو قید کر دینے کے لئے جو اصرار کیا تھا وہ بھی سب جانتے تھے۔ اس حادثے کے بعد بھی حضرت خالدؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے نہیں بدلی۔ حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے حضرت خالدؓ عراق سے شام آئے اور وہاں اسلامی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ لے لی، لیکن ایک مہینے سے زیادہ گزر جانے پر بھی وہ رومی لشکر پر غالب نہ آ سکے بلکہ انہوں نے اسکا سامنا تک نہیں کیا۔ لہٰذا حضرت خالدؓ کو فوج کی سپہ سالاری کے عہدے سے معزول اور ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہؓ کو اس منصب پر مامور کرنے کا اس سے بہتر موقع اور کونسا ہوسکتا تھا؟

حضرت عمرؓ نے یہی کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے دوسرے دن حضرت ابوعبیدہؓ کو اس سانحہ جان کاہ کی اطلاع بھیجی اور اس کے بعد ہی حضرت خالدؓ کی معزولی اور ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہؓ کے تقرر کا حکم نامہ لکھ کر روانہ کیا، جس میں حضرت ابوعبیدہؓ کو فوج کے اس حصے کی امارت سونپی جس کے امیر حضرت خالدؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی خبر حضرت عمرؓ نے اپنے غلام یرفا کے ہاتھ اور حضرت خالدؓ کی معزولی اور ان کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جبکہ حضرت ابو عبیدہؓ کی امارت کا حکم محمیہ بن زنیم اور شداد بن اوس کے ذریعے روانہ کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب ہرقل شاہ روم کو یہ معلوم ہوا کہ زمام خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آ گئی ہے تو اس نے اپنے تمام روساء، والیان ملک، ارکان مملکت اور افسران فوج کو کنیسہ قسیسین میں جہاں اس کے لئے پہلے سے ایک منبر نصب کر دیا گیا تھا، جمع کر کے ان کے سامنے منبر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی:

ہرقل کی تقریر

"یا بنی اصفر! یہ وہی شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا، مگر تم نے میری ایک نہ سنی اب اس گندمی رنگ اور سیاہ چشم والے شخص کی حکومت اور دبدبہ کی وجہ سے یہ معاملہ زیادہ نازک اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں، جب اس صاحب فتوح مشابہ نوحؑ شخص کی ولایت کے حدود اللہ کی قسم اور اللہ کی قسم! میرے پایہ تخت تک پہنچ جائیں گے اور وہ میرے تخت و تاج کے مالک ہو کر رہیں گے۔ لہٰذا تمہیں وقت آنے سے قبل بلا نازل ہونے، گرجوں کے گرنے، محلوں کے ویران، پادریوں کے قتل اور ناقوسوں کے بے کار اور بند ہونے سے پہلے ڈرنا اور بہت زیادہ ڈرنا چاہئے یہ شخص حرب وضرب کا ماہر اور روم وفارس کو زیر وزبر کرنے والا شخص ہے اپنے دین کا زاہد ہے اور دوسری ملتوں کے تابعین پر نہایت سخت، اگر اب بھی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہو جاؤ، ظلم چھوڑ دو، ادائے مفروضات اور طاعات میں دین مسیح علیہ السلام کی اتباع کر وزنا اور تمام بے ہودہ باتوں سے توبہ کر لو تو مجھے امید ہے کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن اگر تم نے اس کا انکار کیا اور اسی طرح فسق وفجور

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں مبتلا اور خواہشات دنیا میں پھنسے رہے تو یاد رکھو کہ تمہارے دشمنوں کو اللہ تم پر مسلط کر دے گا اور ایسی بلا میں تم گرفتار ہو جاؤ گے کہ جس کے اٹھانے کی طاقت تک تم میں نہیں ہوگی۔ یہ میں جانتا ہوں کہ اس قوم کا دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا اور جب تک اس مذہب کے حامل خود اپنے اس دین میں تغیر و تبدیل نہیں کریں گے اس وقت تک وہ ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے ساتھ رہیں گے اس وقت تمہارے سامنے دو ہی صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس دین میں داخل ہو جاؤ یا جزیہ پر مصالحت کر لو۔"

رومی یہ فقرے سن کر اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ اسے قتل کر دیں مگر ہرقل نے نرم آواز میں ان کے سخت غصے کو ٹھنڈا کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میرا مطلب اس کہنے سے محض آپ لوگوں کی آزمائش اور معلوم کرنا تھا کہ آپ حضرات کو اپنے دین کی غیرت اور حمیت کہاں تک ہے اور آیا آپ کے دلوں میں عربوں کا خوف تو جگہ نہیں کر گیا۔

حضرت عمرؓ کو شہید کرنا

اس کے بعد ہرقل نے ایک عیسائی عرب کو جس کا نام طلیعہ بن ماران تھا بلا کر اس کے واسطے کچھ انعام مقرر کیا اور کہا کہ تو اسی وقت یثرب مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو جا اور وہاں پہنچ کر عمرؓ بن خطاب کے قتل کی کوئی تدبیر سوچ کر انہیں قتل کر دے۔ اس نے اس کا وعدہ کیا اور سامان سفر درست کر کے مدینہ پہنچ کر آپ کے قتل کی فکر میں مدینہ طیبہ کی حوالی میں چھپ گیا۔ حضرت عمرؓ یتیموں کے اموال اور بیواؤں کے باغات کی حفاظت اور خبر گیری کے لئے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ عیسائی ایک گنجان درخت پر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر ایک پتھر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے تکیہ پر سر رکھ کے لیٹ گئے۔ جس وقت آپ سو گئے اور اس شخص نے چاہا کہ میں اتر کر اپنا کام پورا کر لوں تو اچانک جنگل سے ایک درندہ آ کر آپ کے چاروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا اور ایک غیبی ہاتف نے آواز دی اور کہا یا عمر! عدلت فامنت۔ یعنی اے عمر! چونکہ آپ نے عدل وانصاف کیا ہے اس لئے آپ مامون ہو گئے۔ جس وقت آپ کی آنکھ کھلی درندہ چلا گیا۔ یہ عیسائی درخت سے اترا اور حضرت عمرؓ کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا میرے ماں باپ اس پر قربان جس کی حفاظت کائنات کے درندے جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تعریف جہاں کے جن کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا تمام آنے کا قصہ اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اسی وقت وہ مشرف باسلام ہو گیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا خط

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

"میں نے تمہیں شام کا حاکم اور افواج اسلامیہ کا کمانڈر مقرر کیا ہے اور خالد کو معزول۔ اسلام!"

یہ خط آپ نے حضرت عبداللہ بن قرط کے سپرد کیا اور مسلمانوں کے معاملات کے رجوع ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر عیش وآرام حرام کر لیا اور زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنی تمام توجہ کو شام کی طرف پھیر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سالم ثقفی اپنے ثقہ اشیاخ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جس رات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس جہاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ اسی رات کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہریؓ عنہ بعینہ وہی خواب دیکھا جو اسی رات حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا تھا صبح کو آپ نے حضرت عمرؓ کے سامنے جس وقت آج سے بیعت کی جا رہی تھی بیان کیا کہ گویا میں دمشق کو دیکھ رہا ہوں مسلمان اس کے چاروں طرف ہیں مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے جس وقت مسلمانوں نے تکبیروں کے نعرے لگا کر حملہ کیا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ اور شہر پناہ کی دیواریں زمین میں دھنس گئیں اوران کا نشان تک کہیں دکھلائی نہیں دیا حضرت خالد بن ولیدؓ دمشق میں بزور شمشیر داخل ہوئے اور آپ کے سامنے جو آگ روشن تھی اس پر پانی پڑا اور...... حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ خواب سنتے ہی فرمایا تمہیں مبارک ہو دمشق اسی رات فتح ہو چکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چند روز کے بعد حضرت عقبہ بن عامر جہنی صحابی رسول اللہ ﷺ دمشق سے فتح اور خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ آئے حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا ابن عامر! ملک شام سے چلے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ انہوں نے کہا میں جمعہ کے روز چلا تھا اور آج بھی جمعہ ہے میں اسی روز سے برابر چلا آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے سنت پر عمل کیا۔ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا نہایت عمدہ اور مبارک خبر ہے، میں اسے عنقریب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بیان کروں گا۔

آپ نے فرمایا واللہ! آپ اس حالت میں کہ دنیا آپ کی تعریف کرتی تھی۔ اس عالم فانی سے انتقال کر کے رب کریم کے پاس چلے گئے اور ضعیف وناتواں عمر نے اس قلادہ کو اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اگر اس نے اس کام میں عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیا تو نجات پا گیا اور کوئی کمی یا قصور سرزد ہو گیا تو ہلاک ہو گیا۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ خبر سن کر رو دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

لئے دعا مغفرت مانگی اور وہ خط نکال کر حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اسے پڑھ کر جمعہ کے وقت تک مخفی رکھا۔ خطبہ اور نماز کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے مسلمان مجتمع تھے۔ آپ نے فتح دمشق کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان نہایت خوش ہوئے اور تکبیروں کی آوازوں کا شور بلند ہو گیا۔ آپ منبر سے تشریف فرمائے ہوئے تو آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام ایک خط جوان کی تقرری اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر مشتمل ہے لکھا اور مجھے سپرد کر کے شام کی طرف لوٹ جانے کا حکم فرمایا۔

میں جس وقت دمشق میں آیا ہوں تو حضرت خالد بن ولیدؓ توما اور ہربیس کے تعاقب میں گئے ہوئے تھے میں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں وہ خط پیش کر دیا آپ نے اسے چپکے چپکے پڑھ کر رکھ لیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے متعلق نیز حضرت خالد بن ولیدؓ کے عزل اور اپنی تقرری کے بارے میں بھی کسی سے ذکر نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے آئے اور انہوں نے فتح دمشق، مسلمانوں کے غالب آنے، مرج الدیباج میں مال غنیمت حاصل ہونے اور ہرقل کی بیٹی کو چھوڑ دینے کی اطلاع دی ایک خط میں ملفوف کر کے عبداللہ بن قرط کے ہاتھ دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن قرط نے جس وقت یہ خط حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو سرنامہ کے یہ الفاظ پڑھ کر، از طرف خالد بن ولید مخزومی بنام حضرت ابو بکر صدیقؓ نہایت ناگوار گزرا اور جناب کا گندم گوں رنگ سفید ہو گیا۔ آپ نے ابن قرط کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ابن قرط! کیا مسلمانوں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے حاکم شام ہونے کی اطلاع کہ میں نے انہیں وہاں کا حاکم مقرر کر دیا ہے، نہیں پہنچی؟ انہوں نے کہا نہیں یا امیر المومنین! آپ یہ سن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرنہایت غصہ ہوئے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر فتح دمشق اور مرج الدیباج کے مال غنیمت کی اطلاع دی۔ مسلمانوں کی آوازیں تہلیل اور تکبیروں کے ساتھ بلند ہوئیں اور برادران ملت کے دعائے خیر مانگی گئی۔

حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

اس کے بعد آپ منبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور ایک صاف چمڑے کا ٹکڑا لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا نام حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازطرف اللہ کے بندہ امیر المومنین مسلمانوں کے خادم عمر بن خطاب کے بطرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح!

السلام علیکم! میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں میں نے تمہیں مسلمانوں کے امور پر مامور کیا ہے تم اس میں کچھ شرم نہیں کرتے میں تمہیں اس ذات واحد سے جو ہمیشہ رہنے اور جس کے ماسوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے نیز جس نے تمہیں کفر سے نکال کر ایمان تک اور ضلالت سے علیحدہ کر کے ہدایت تک پہنچایا ہے، اس سے ڈرنے کی وصیت اور ہدایت کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں حضرت خالد کے لشکر کا حاکم مقرر کر دیا ہے تم انہیں امارت سے علیحدہ کر کے ان کا لشکر اپنے قبضہ میں.. لے لو۔ مسلمانوں کو مال غنیمت کی امید میں ہلاکت کے اندر نہ ڈالو، بہت زیادہ لشکر کی طرف مسلمانوں کو یہ کہہ کر کہ مجھے تمہاری مدد اور غلبے کی امید ہے مت بھیجو اور نصرت واصل تدبیر یقین اور اللہ تعالیٰ کے اعتماد پر ہے تعزیز نیز مسلمانوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو ہلاکت میں ڈالنے سے احتیاط رکھو۔ دنیا کی طرف سے اپنی دونوں آنکھیں بند اور اپنے دل کو اس کی رغبت سے پاک رکھو۔ تم سے پہلی امتیں جن طریقوں کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھوں میں گر چکی ہیں اور جن کا تم نے خود وہ غار دیکھ لیا اور ان کی خفیہ اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہو گئے ہو، ان طریقوں سے بچو تمہارے اور آخرت کے مابین ایسا بہت باریک پردہ حائل ہے تمہارے اسلاف وہاں پہنچ چکے ہیں اور تم بھی اس گھر سے جس کی تازگی اور نکہت مرجھا چکی ہے عنقریب کوچ کر دینے والے ہو۔ اس لئے تم لوگوں کو اس گھر سے اس سفر کی طرف پرہیز گاری اور تقویٰ کی زادراہ کے ساتھ روانہ کرو اور جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت رکھو گیہوں اور وہ جو جو تمہیں دمشق سے ہاتھ لگے ہیں اور جن کے متعلق تمہارا آپس میں زیادہ دیر تک جھگڑا ہوا ہے وہ مسلمانوں کا حق ہے، سونا اور چاندی جو تمہیں وہاں سے دستیاب ہوئے ہیں اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی کی تقسیم ہو سکتی ہے رہا تمہارا اور خالد کا دمشق کی فتح اور صلح کے متعلق جھگڑا، سو چونکہ وہاں کے حاکم اور امیر تم ہی ہو اس لئے فتح صلح کے ساتھ ہوئی ہے نہ کہ تلوار کے زور سے اگر تم نے صلح نامہ مرتب کرنے کے وقت غلہ کے بارے میں رومیوں کا حق تسلیم کر لیا تھا تو تمہیں انہیں بھی دے دینا چاہئے۔

والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیک وعلی جمیع المسلمین۔

حضرت خالد کا دشمنوں کے تعاقب میں مرج دیباج جانا نفس کی مکاری ہے کہ اس نے اپنے مسلمانوں کے ناحق خون بہانے کی جرأت دلائی۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے خون بہانے میں نہایت بے باک شخص ہیں۔ ہرقل کی بیٹی کا گرفتاری کے بعد ہدیہ دے دینا کام کی حدود سے تجاوز کر جانا چاہیے تھا کہ اس کے عوض میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہت سا مال لے کر غریب اور ضعیف مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جاتا۔ والسلام۔

اسے ملفوف کر کے آپ نے اس پر مہر فرمائی اور حضرت عامر ابو وقاصؓ کو جو حضرت سعد بن ابو وقاص کے بھائی تھے بلا کر ان کے وہ خط سپرد کر کے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم دمشق پہنچ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ خط دے دینا اور میری طرف سے انہیں حکم دے دینا کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے پاس جمع کر لیں۔ جس وقت تمام مسلمان اکٹھے ہو جائیں تو تم خود اسے عامر یہ خط پڑھ کر سنا دینا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر سے سب کو اطلاع دے دینا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شداد اوسؓ کو بلا کر ان سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تم حضرت عامر کے ہمراہ شام کی طرف چلے جاؤ۔ جس وقت یہ خط پڑھ چکیں تو تم لوگوں کو حکم کرنا کہ وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں تاکہ تم سے بیعت کرنا خود مجھ سے بیعت کر کرنا ہو جائے، یہ سن کر یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے چلنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی اور آخر کار دمشق تک پہنچ گئے۔

یہاں مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کی خیریت اور ان کے احکام کے منتظر تھے جس وقت یہ حضرات مسلمانوں کو کچھ فاصلے سے معلوم ہونے لگے تو مسلمان گردنیں ابھار ابھار کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض لوگ پیش قدمی کے لئے دوڑے اور خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ جس وقت یہ حضرات یہاں پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ میں سلام مسنون کے بعد قیام کیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کی خیریت دریافت کی حضرت عامر بن ابی وقاصؓ نے کہا۔

''حضرت عمرؓ خیریت سے ہیں ان کا میرے پاس ایک فرمان ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دوں، اس لئے آپ تمام مسلمانوں کو جمع ہو جانے کا حکم دے دیجیے۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر فوراً کھٹک گئے اور انہیں دربار خلافت کے معاملات میں شک پیدا ہو گیا۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کھڑے ہوئے انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ فرمان پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت آپ اس جملے پر پہنچے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہو گئی تو مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

حضرت خالدؓ نے روتے ہوئے فرمایا کہ اگر جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ اس دارفانی سے عالم بقاء کی طرف تشریف لے گئے اور تخت خلافت جناب حضرت عمرؓ کے سپرد ہو گیا ہے تو ہمیں بدل کی اطاعت بخوشی منظور ہے واللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور حکومت سے مجھے دنیا میں کوئی محبوب چیز اور حضرت عمرؓ کی ولایت و خلافت سے دشمن کوئی شے نظر نہیں آتی تھی مگر اب ان کی اطاعت اور انہوں نے جو احکام صادر فرمائے ہیں مجھے بخوشی منظور ہیں۔ حضرت عامرؓ نے تمام فرمان پڑھ کر جب سنا لیا تو چونکہ انہیں شداد بن اوسؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے آپ کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ کی طرف سے شعبان المعظم 13ھ کو مبایعت ہو گئی۔

میں تمام مسلمانوں کا ذمہ دار ہوں

معرکہ جسر میں مسلمانوں کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی اور راہ فرار اختیار کئے بغیر چارہ نہ رہا، چنانچہ اس معرکہ میں شکست کے بعد بھاگنے والوں میں سب سے پہلے جو صاحب مدینہ پہنچے وہ عبداللہ بن زیدؓ تھے۔ حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے تو ان پر نظر پڑی۔ آواز دے کر پوچھا۔ ”کہو عبداللہ! کیا خبر لائے ہو؟“ عبداللہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ساری حقیقت بیان کر دی۔ حضرت عمرؓ نے پریشانی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ تمام واقعات انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ سنے۔ جو مسلمان معرکہ

جسر سے بھاگ کر آئے تھے، مارے شرم کے مدینے میں داخل نہ ہوتے تھے کہ ان کے عزیز واقارب جب یہ بات سنیں گے تو فرار و بزدلی پر انہیں ملامت کریں گے۔ کچھ لوگ جو ہمت کر کے مدینہ میں آ گئے تھے، ان کی گردنیں بھی شرم وندامت کے بوجھ سے جھکی رہتی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمرؓ کو ان پر رحم آ گیا اور وہ لوگوں کو ان پر طنز وملامت کرنے سے روکنے لگے۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے۔

"یا اللہ! میں تمام مسلمانوں کا ذمہ دار ہوں۔ جس کسی نے دشمن سے مقابلہ کیا اور کوئی تکلیف اٹھائی اس کی تلافی میرے سر ہے۔ مسلمانو! ڈرو نہیں، تم میرے پاس آئے ہو، تمہارے ذمہ دار میں ہوں، اللہ ابوعبیدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ بھی میرے پاس آ جاتے تو میں ان کا بھی ذمہ دار ہوتا۔"

بنی بخار کے معاذ قاری بھی ان ہی لوگوں میں تھے جو معرکہ جسر سے بھاگ آئے تھے۔ وہ جب بھی قرآن کی یہ آیت پڑھتے، زاروقطار رونے لگتے۔

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر (سورۃ الانفال 8 آیت 16)

ترجمہ: اور جو کوئی اس دن ان سے اپنی پیٹھ پھیرے گا سوائے اس کے کہ جنگ کے لئے ایک طرف پھر جائے یا کسی جماعت کے ساتھ پناہ لے تو وہ اللہ کے غضب کا محل ہو گیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔"

اور حضرت عمرؓ ان سے فرماتے۔ "معاذ! روؤ نہیں! تم میرے پاس بھاگ کر آئے ہو۔ تمہارا ذمہ دار میں ہوں!"

جو لوگ معرکہ جسر سے بھاگ کر مدینہ آئے تھے ان کے ساتھ جب ہم حضرت عمرؓ کا یہ سلوک دیکھتے ہیں تو ہمیں بے اختیار وہ طرز عمل یاد آ جاتا ہے جو غزوہ موتہ کی اسلامی فوج

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے متعلق حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اختیار فرمایا تھا کہ جب اس جنگ میں مسلمانوں کے سردار شہید کر دیے گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید باقی ماندہ فوج کو دشمن پر فتح حاصل کیے بغیر مدینہ واپس لے آئے تو اہل مدینہ ان کے سروں پر خاک اچھال اچھال کے کہتے تھے، بھگوڑو! تم اللہ کی راہ سے بھاگ کر آئے ہو!" لیکن رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔" یہ بھگوڑے نہیں ہیں۔ انشاءاللہ یہ دوبارہ حملہ کریں گے۔"

جنگ قادسیہ کا فیصلہ

فحل کی جنگ میں اسلامی فوجوں کی کامیابی کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ اور خالد بن ولید تو حمص چلے گئے اور ہاشم بن عتبہ اور قعقاع بن عمرو امدادی فوجیں لے کر عراق روانہ ہو گئے۔ ادھر حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں ایک عظیم لشکر جس کی تعداد تیس ہزار سے بھی زیادہ تھی روانہ کیا تاکہ عراق میں ایرانی اقتدار کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے۔

عجم اور ملوک کا ٹکراؤ

اس لشکر کی کمان بڑے سوچ بچار اور طویل مشورے کے بعد حضرت سعدؓ کے سپرد کی گئی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ معرکہ بویب کے بعد مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کو لکھا تھا کہ یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ کو تخت پر بٹھا کر ایرانی دوبارہ متحدہ ہو گئے ہیں اور عربی فوجوں کے مقابلے میں لشکر پر لشکر بھیج رہے ہیں۔ ایرانیوں کے اس اتحاد نے اہل سواد کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر ابھار دیا ہے اور ہم جزیرہ نمائے عرب کی سرحد پر ذی قار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ضلعوں کے حکام اور

عرب کے تمام قبائل کو حکم دیا کہ ہر اس شخص کو جو اسلحہ یا گھوڑا رکھتا ہے یا عقل و شجاعت سے بہرہ مند ہے، تلاش کر کے فوراً میرے پاس بھیج دو! اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں شاہانِ عجم سے ملوکِ عرب کو ضرور ٹکراؤں گا۔"

جب چند ہزار کی جمعیت فراہم ہو گئی تو اسے لے کر حضرت عمرؓ مدینے سے نکلے اور صرار نامی ایک چشمے پر قیام فرمایا۔ اب تک کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت عمرؓ فوج کی قیادت فرمائیں گے یا یہ خدمت کسی اور کے سپرد کر کے مدینہ واپس چلے جائیں گے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کے متعلق سوال کیا تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کے جمع ہو جانے پر لشکر کی قیادت کے متعلق ان کی رائے دریافت کی۔ عوام نے کہا آپ خود ہمارے ساتھ چلئے!" حضرت عمرؓ کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی، لیکن وہ چاہتے تھے کہ زور، زبردستی سے کام نہ لیا جائے، بلکہ نرمی و ملاطفت سے ان کی رائے تبدیل کی جائے۔

چنانچہ اہل الرائے کو طلب فرمایا، اور ان سے کہا میں اس معاملے پر پریشان ہوں مجھے مشورہ دو؟ تھوڑی دیر وہ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ پھر سب نے یک زبان ہو کر رائے دی کہ امیر المومنین اس لشکر کی کمان رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابیؓ کو عطا فرما دیں۔ اور خود مدینے میں رہ کر کمک روانہ کرتے رہیں۔ اگر اللہ نے ہمیں فتح نصیب فرما دی تو فھو المراد، ورنہ دشمن کی سرکوبی کے لئے دوسرا لشکر بھیج دیا جائے گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس رائے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔" آپ خود مدینہ میں قیام فرمائے اور لشکر کو بھیج دیجیے! شروع سے لے کر اب تک آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے۔ اگر اللہ نہ کریں اسے شکست بھی ہو گئی تو یہ اس شکست سے بہر حال کم ہو گی جو آپ کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قیادت میں پیش آئے گی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ شہید ہو گئے یا شکست کھا گئے تو مسلمان پھر کبھی نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دے سکیں گے۔"

سپہ سالار بنانے کا فیصلہ

اس پر حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کریں۔ میں بھی تم ہی میں سے ایک فرد ہوں...... تمہارے اہل الرائے نے مجھے روک دیا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ خود نہ جاؤں اور یہ خدمت کسی اور کے سپرد کر دوں۔"

حضرت عمرؓ نے سپہ سالار کے بارے میں خواص سے معلوم کیا۔ ابھی وہ مختلف نام پیش کر ہی رہے تھے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا، جو ان دنوں نجد میں تھے، خط ملا جس میں انہوں نے لکھا کہ میں نے ایک ہزار عقل مند اور بہادر سوار منتخب کر لئے ہیں۔ لوگوں کو جب اس خط کے مضمون کا علم ہوا تو بول اٹھے! "ہم نے اپنا سپہ سالار پا لیا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ "وہ کون ہے؟"

جواب ملا: "کچھار کا شیر، سعد بن مالکؓ۔"

اس انتخاب کو حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا، اور سعد کو نجد سے بلوا کر جنگ عراق کا سپہ سالار بنا دیا۔ سب سے پہلے ہدایت جو حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو فرمائی وہ یہ تھی۔ "اے سعدؓ! اے بنو وہیب کی سعادت! اس بات پر کبھی گھمنڈ نہ کرنا تم رسول اللہ ﷺ کے ماموں اور حضور اکرم ﷺ کے صحابی ہو۔ اللہ جل شانہ برائی کو برائی سے نہیں، نیکی سے مٹاتا ہے اور اللہ اور اس کے بندے کے درمیان رشتہ اطاعت کے سوا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا کوئی رشتہ نہیں، اللہ کے دین میں بڑے چھوٹے سب برابر ہیں۔ سربلندی صرف اسی کے لئے مقدر کی جاتی ہے جو اطاعت کوش ہو۔ ہر مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر رکھنا اور اسی پر عمل کرنا اور صبر واستقامت کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔"

حضرت سعدؓ ایک بہادر سپاہی اور ایک ممتاز شہسوار بھی تھے۔ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے جن صحابہؓ کو تیر اندازی کے لئے مخصوص فرمایا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوسرے تمام غزوات میں شریک رہے۔ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین علموں میں سے ایک علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ غزوہ احد میں جب، اور لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ گئے تھے، حضرت سعدؓ اس وقت بھی انتہائی جاں نثاری و ثابت قدمی کے ساتھ ذات رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں سینہ سپر رہے، یہاں تک کہ لسان نبوت سے ارشاد ہوتا رہا۔

"سعدؓ! میرے ماں باپ پر فدا ہوں! اسی طرح تیر چلاتے رہو!"

نہایت صائب فیصلہ

پھر اسلام میں سب سے پہلے تیر چلانے والے بھی وہی تھے بہر حال حضرت سعدؓ چار ہزار فوج لے کر، جو اپنے بال بچوں کو بھی ساتھ لائی تھی، مدینے سے عراق روانہ ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد بھی حضرت عمرؓ کی دعوت پر لوگ چاروں طرف سے آ کر مدینے میں جمع ہوتے رہے اور حضرت عمرؓ انہیں حضرت سعدؓ کے پاس بھیجتے رہے۔ اس سے ان کے لشکر کی قوت و تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اس لشکر کا ایک نمایاں امتیاز یہ بھی تھا کہ اس میں عرب کے بڑے بڑے سورما، شہسوار، شاعر، خطیب اور رئیس بھی شامل تھے۔ جن میں معرو بن معدی کرب زبیدی، طلیحہ بن

خویلد اسدی، اور اشعث بن قیس کندی جیسے زعما عرب خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اپنے اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ جب حضرت سعدؓ زرود کے مقام پر پہنچے تو ان کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ مثنیٰ کی فوجیں، جو بویب کی جنگ اور یزدگرد کی تخت نشینی کے بعد ذی قار میں سست آئی تھیں۔ تین ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھیں جن میں آس پاس کے قبیلوں کے پانچ ہزار افراد اور آ کر شامل ہو گئے تھے اور جو فوجیں ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں شامل ہو چلی تھیں، ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ ان کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار یا اس کے لگ بھگ ہو گئی تھی اور یہ سب سے بڑا لشکر تھا جو عہد صدیقی میں مثنیٰ کے عراق جانے سے لے کر اس وقت تک جنگ عراق کے لئے فراہم ہو سکا تھا۔

امیر المومنین کا مکتوب گرامی

حضرت سعدؓ نے شراف میں خیمہ زن ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت عمرؓ کی خدمت میں تفصیلی رپورٹ بھیجی اور ہدایات طلب کی۔ جس وقت حضرت سعدؓ نے یہ خط لکھا ہے، مثنیٰ کی وفات کی خبر ان کو نہیں ملی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس خط کا جواب میں جو ہدایات حضرت سعدؓ کو بھیجیں وہ مثنیٰ کی وصیت کے عین مطابق تھیں۔ انہوں نے سعدؓ کو حکم دیا کہ وہ فوراً قادسیہ چلے جائیں، جو ایام جاہلیت میں ایران کا دروازہ تھا اور ہدایت فرمائی کہ حدود عرب سے قریب تر رہ کر ایرانیوں کے تمام راستے بند کر دیے جائیں۔ اس کے بعد لکھا۔

”تمہیں دشمن کی تعداد اور ساز و سامان کی کثرت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ایک مکار اور فریبی قوم ہے۔ اگر تم نے صبر و استقلال سے کام لیا، احسان و کرم سے پیش آئے اور امانت کا احترام کیا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر فتح یاب کر دے گا اور وہ پھر کبھی متحد نہ ہو سکیں گے اور اگر جمع ہو بھی گئے تو ان کے دل ٹھکانے نہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوں گے۔اس کے برعکس تمہیں کامیابی نہ ہوتو پسپا ہو کر حدود عرب میں سمٹ آنا۔ یہاں تمہاری ہمتیں بڑھی ہوئی ہوں گی اور ناواقفیت کی وجہ سے ایرانیوں پر بزدلی طاری رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور تم ان پر فتح یاب ہو جاؤ گے۔“

اور خط کے آخر میں تحریر فرمایا:

”اپنے تمام حالات و تفصیلات مجھے لکھو کہ تم کس طرح پڑاؤ ڈالتے ہو اور دشمن تم سے کتنے فاصلے پر ہوتا ہے۔ تمہارے خط کا مضمون ایسا ہونا چاہئے گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور اپنے موقف کی پوری وضاحت کر دینا۔“

تمام جزئیات پر نظر

حضرت عمرؓ جو احکام صادر فرماتے تھے ان میں بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کوئی بات چھوٹنے نہیں پاتی تھی۔ وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں فرماتے تھے کہ اپنی فوج کے افسروں اور سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کریں، انہیں جوش میں لائیں، ان کے اور ان کی قوم کے مفاخر بیان کریں اور نہ صرف اسی کو کافی سمجھتے تھے کہ ان کو دشمن کی قوت اور فریب کاریوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرما دیں بلکہ سفر کی راہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا وقت تک متعین فرما دیتے تھے۔ گویا وہ اس سرزمین اور اس کے نقشے سے بخوبی واقف ہیں۔

چنانچہ حضرت سعدؓ کو اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

”جب تم قادسیہ پہنچو تو اس بات کا خیال رکھنا کہ قادسیہ ایام جاہلیت سے ایران کا دروازہ ہے۔ ان لوگوں کی تمام مادی ضروریات اسی دروازے سے فراہم ہوتی ہیں۔ وہ ایک سرسبز و شاداب اور محفوظ و مستحکم مقام ہے جس کے پل اور دریا ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com
مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

فصیل کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے تمہارے مسلح دستے ان راستوں پر ہونے چاہئیں اور باقی لوگ پیچھے کسی محفوظ مقام پر۔"

اپنے ایک خط میں شرف سے کوچ کا دن مقرر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جب فلاں دن آئے تو وہاں سے کوچ کر کے عذیب الہجانات اور عذیب القوروس کے درمیان پہنچ جانا اور وہاں سے مشرق و مغرب کی طرف حملے کرنا۔"

حضرت سعدؓ کے نام ایک اور خط میں ارشاد ہوتا ہے۔

"مجھے لکھو! دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آ گئی ہیں اور ان کا سپہ سالار کون ہے؟ کیونکہ موقع و محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں، نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیانی شہروں کے حالات اس تفصیل سے لکھو کہ گویا وہ میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔"

حضرت سعدؓ کا جواب

حضرت سعدؓ نے جواب میں لکھا:

"قادسیہ، شاپور کی خندق اور دریائے فرات کی ایک نہر عتیق کے درمیان واقع ہے۔ اس کے بائیں، جانب بحر اخضر ہے جس کا پھیلاؤ حیری تک دو راستوں کے درمیان سے نمودار ہے ان میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جس کو الخضوص کہتے ہیں۔ اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق اور حیرہ کے درمیان پہنچتا ہے اور قادسیہ کی دائیں جانب، وہاں کے دریاؤں کی ایک ترائی ہے۔"

پھر اہل سواد کے سلسلے میں لکھا کہ "پہلے انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت کی

تھی لیکن اب اپنے عہد سے پھر کے ایرانیوں سے جا ملے ہیں۔"

اس خط کا جواب دیتے ہوئے حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا۔" تمہارا خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ جب تک دشمنوں کی کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ جمے رہو۔ یاد رکھو! کہ اس موقع پر آئندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں۔ اگر اللہ نے تمہارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا۔ انشاء اللہ مدائن برباد ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ بالآخر فتح تمہارے حصے میں آئے گی۔ تمہیں بھی اس میں شک نہیں ہونا چاہئے۔"

اور حضرت سعدؓ کے حق میں خصوصاً اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے حق میں عموماً دعائے خیر فرمانے لگے۔

یزدگرد کے روبرو

حضرت سعدؓ کو بہر صورت حضرت عمرؓ کے حکم کی تعمیل کرنی تھی، اس لئے انہوں نے یزدگرد کے پاس عرب کے عقل مند اور بہادر سیاست دانوں کا ایک وفد بھیجا جن میں نعمان بن مقرن، فرات بن حیان، اشعث بن قیس، عمر بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ اور معنی بن حارثہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور اسے ہدایت کی کہ پہلے اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول نہ کی جائے تو جزیہ اور جزیہ بھی منظور نہ ہو تو جنگ۔ وفد مدائن پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے جوان کے ستے ہوئے چہرے، کندھوں پر پڑی ہوئی چادریں، ہاتھوں میں کوڑے، پاؤں میں موزیا ورد بلے پتلے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑتی ہوئی خاک دیکھی تو کہا: "یہ لوگ آخر کس بوتے پر ہم سے لڑنے، ہم پر فتح پانے اور ہمارے پایہ تخت میں گھسنے آئے ہیں؟" وفد نے یزدگرد سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ یزدگرد نے اپنے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وزیروں سے مشورہ کرنے کے بعد وفد کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ جب وفد اس کے دربار میں پہنچا تو یزدگرد نے انتہائی نخوت و پندار کی لہجے میں اس سے سوال کیا:

''تم لوگ ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟ کیا یہ جرأت تمہیں اس لئے ہوئے ہے کہ ہم آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہیں؟''

یزدگرد کو جواب

اس کے جواب میں نعمان بن مقرن نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور آپ کی تعلیمات کا ذکر کر کے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس کے بعد کہا:

''اگر تمہیں اس دعوت سے انکار ہے تو جزیہ قبول کرو، ورنہ ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی!'' اپنی بات ختم کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: اگر تم نے ہمارا دین قبول کر لیا تو ہم کتاب اللہ تمہارے پاس چھوڑ جائیں گے اور تمہیں اپنے تمام فیصلے بس کتاب کے احکام کے مطابق کرنے ہوں گے۔ اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ اگر تم جزیہ دینا پسند کرو گے تو ہم اسے بھی قبول کر لیں گے، لیکن ان دو صورتوں کے سوا تیسری صورت جنگ ہو گی!''

یزدگردگی کی ترغیب و تحریص

''میں نے دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت، تم سے زیادہ کم سواد اور تم سے زیادہ خستہ حال کوئی قوم نہیں دیکھی۔ جب کبھی تم سرکشی کرتے تھے تو ہم سرحدی بستیوں کے لوگوں سے کہہ دیتے تھے اور وہ تمہاری گوشمالی کے لئے کافی ہوتے تھے۔ انہوں نے کبھی تم پر چڑھائی نہیں کی۔ تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تم ان کے سامنے ٹھہر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

سکو گے۔ اگر تمہاری تعداد بڑھ گئی ہے تو اس بات پر تمہیں اکڑنا نہیں چاہئے۔ اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہارے کھانے پینے کا اس وقت تک کے لئے انتظام کیے دیتے ہیں جب تک کہ تمہارے ہاں کچھ پیدا ہو۔ ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے، تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کر دیں گے جو تمہارے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آئے۔"

مٹی کا ٹوکرا

یہ سن کر یزدگرد آپے سے باہر ہو گیا۔ غضب ناک لہجے میں اس نے کہا:

"اگر قاصدوں کا قتل خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔ جاؤ! تمہارے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے!"

اس کے بعد مٹی کا ایک ٹوکرا لانے کا حکم دیا اور کہا۔ "ان میں جو سب سے زیادہ معزز ہو یہ ٹوکرا اس کے سر پر لاد کے اسے ہانکتے ہانکتے مدائن کے باہر نکال دو۔"

اور وفد سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جاؤ اپنے سردار سے جا کر کہہ دو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لئے رستم کو بھیج رہا ہوں۔ وہ اسے اور تمہیں قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا، پھر میں اس کو تمہارے ملک بھیج کر تمہیں ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ تم شاپور کو بھی بھول جاؤ گے!"

وفد کے ارکان یزدگرد کے غصے اور دھمکی سے بالکل مرعوب نہ ہوئے، بلکہ عاصم بن عمرؓ کھڑے ہوئے اور مٹی کا ٹوکرا اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے بولے۔ "میں ان میں سب سے زیادہ معزز ہوں۔ میں ان سب کا سردار ہوں۔"

اور مٹی کا ٹوکرا اٹھائے ایوان کسریٰ سے نکل گئے اپنے گھوڑے کے پاس پہنچ کر اس پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قادسیہ پہنچ گئے۔ قعلہ قدیک میں

وفد حضرت سعدؓ سے ملا اور عاصم بن عمروؓ نے سارا ماجرا بیان کر کے کہا۔ ''انہوں نے اپنی زمین خود ہمیں دے دی ہے!'' پھر بولے۔ ''مبارک ہو واللہ ان کے ملک کی کنجیاں اللہ نے ہمیں عطا فرما دی ہیں۔''

فیصلہ کن معرکہ

رات گزرنے کے بعد تیسرا معرکہ شروع ہوا۔ یہ دونوں گزشتہ معرکوں سے زیادہ ہولناک تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان رساں کوہ پیکر ہاتھیوں کی صفیں تھیں، انہیں دیکھ دیکھ کر عربی گھوڑے بھڑکتے تھے۔ مسلمانوں نے گھوڑوں پر جھولیں ڈال کر ان کا جواب پیدا کیا، لیکن بڑی مشکل یہ تھی کہ ہاتھیوں کی قطار جدھر رخ کر دیتی تھی، صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی یہ صورت دیکھ کر چند جانباز مسلمان نیزے لے کر ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور تاک تاک کر ان کی آنکھیں بیکار کر دیں، قعقاعؓ نے نشان کے سفید ہاتھی پر ایسا وار کیا کہ سونڈ مستک سے الگ ہو گئی، وہ بھر بھری لے کر بھاگا، اسے دیکھ کر اس کے پیچھے والے تمام ہاتھی بھی بھاگ نکلے اور یہ دیوار آہن ٹوٹ گئی، اس کے بعد مسلمانوں کو کھل کر قوت آزمائی کا موقع ملا اور انہوں نے پوری قوت کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس گھمسان کا رن پڑا کہ تلواروں کی کھچا کھچ، نعروں کی گونج اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی، دن بھر ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کو بھی اسی شدت کی جنگ جاری رہی۔ دوسرے دن دوپہر کو لڑائی کا فیصلہ ہوا۔ رستم نہایت پامردی سے مقابلہ کرتا رہا تھا لیکن آخر میں زخموں سے چور ہو کر بھاگا۔ راستہ میں ایک ندی تھی۔ اس میں کود کر نکل جانا چاہا، مگر ایک مسلمان نے جو تعاقب میں تھا ندی سے نکال کر قتل کر دیا۔ اس کے قتل

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہوتے ہی ایرانی فوجوں نے میدان چھوڑ دیا۔ اس معرکہ میں بیس ہزار ایرانی مقتول ہوئے۔ ایرانیوں کی اصل قوت قادسیہ کی جنگ میں ٹوٹ گئی تھی۔

مدائن پر قبضہ

قادسیہ کی جنگ نے ایرانیوں کی قوت بہت کمزور کردی تھی، اس لئے وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ ٹک سکے اور وہ ان کو شکست دے کر بابل، کوثی اور بہرہ شیر وغیرہ پر قبضہ کرتے ہوئے ایران کے پایہ تخت مدائن کے قریب پہنچ گئے۔ بہرہ شیر اور مدائن کے درمیان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لئے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک دی تھیں۔ اس لئے جب مسلمان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لئے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک دی تھیں، اس لئے جب مسلمان دجلہ کے ساحل پر پہنچے تو اسے عبور کرنے کا سامان نہ تھا۔ سعد ابن ابی وقاصؓ نے خدا کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا۔ انہیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان کے ساتھ پار پہنچ گئی۔ ایرانی دور سے حیرت و استعجاب کے ساتھ یہ منظر دیکھتے رہے اور جب مسلمان کنارے پر پہنچ گئے تو "دیواں آمدند دیواں آمدند" کہہ کر بھاگ نکلے۔ یزدگرد پایہ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص صفر 16ھ میں مدائن میں داخل ہو گئے۔ جمعہ کے دن ایوان کسریٰ میں تخت شاہی کی جگہ منبر نصب کر کے مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو سرزمین ایران میں پڑھا گیا، مدائن کے خزانے میں صدیوں کی جمع شدہ دولت اور زر و جواہر کے ذخائر کے علاوہ سلاطین عجم کے نادر روزگار عجائبات اور نایاب یادگاریں جمع تھیں، یہ تمام تاریخی نوادرات حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ کے پاس مدینہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھجوا دیئے۔ ان نوادرات میں نوشیرواں کا ملبوس شاہی اور ایران کا تاریخی فرش بہار بھی تھا۔ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہ ملبوس ایک شخص محلم کو پہنایا گیا۔ جب اس نے پہنا تو جواہر کی جگمگاہٹ سے لوگوں کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور انقلاب دہر کا عجیب عبرتناک منظر سامنے آ گیا۔ فرش بہار سلاطین عجم کا قدیم تاریخی فرش تھا، اس پر وہ بہار کے موسم میں بیٹھ کر شراب پیا کرتے تھے۔ اس میں اس عہد کی ساری صناعیاں صرف کر دی گئی تھیں، بہار کی مناسبت سے جواہرات کے گل بوٹے اور پھل پھول تھے۔ سب کی رائے تھی کہ اسے یونہی محفوظ رہنے دیا جائے لیکن حضرت علیؓ کے اصرار سے حکومت ایران کی طرح اس فرش بہار پر بھی خزاں آ گئی۔ اور ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا گیا۔

خمس کی تقسیم کا فیصلہ

بعض اہل الرائے نے امیر المومنینؓ کو مشورہ دیا کہ خمس بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''واللہ! میں اسے بیت المال کی چھت کے نیچے رکھنے سے پہلے تقسیم کر دوں گا۔''

چنانچہ یہ مال مسجد نبوی کے صحن میں رکھا رہا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عبداللہ بن ارقمؓ نے رات بھر پہرہ دیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ تشریف لائے، پہلے نماز پڑھائی اور جب سورج طلوع ہوا تو اس دولت پر سے چادر ہٹائی گئی۔ یاقوت، زبرجد، جواہرات اور سونے چاندی کے اس ڈھیر پر فاروق اعظمؓ کی نظر پڑی اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا۔ ''امیر المومنینؓ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ واللہ! یہ تو شکر کا مقام ہے!''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا: ”مجھے اس دولت کے ملنے پر رونا نہیں آیا، اللہ کی قسم! اللہ نے جس قوم کو یہ چیزیں دیں اس کے دل میں کینہ وحسد پیدا ہو گیا اور جب کسی قوم میں حسد پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا وقار اٹھ جاتا ہے۔“

مال غنیمت کی تقسیم

حضرت عمرؓ نے سب مسلمانوں کے مشورہ و اتفاق سے مال غنیمت تقسیم کیا، جس نے انہیں رلایا تھا اور بعض اہل مدینہ کو کچھ زیادہ حصہ دیا۔ اس مال غنیمت کی تقسیم میں حضرت عمرؓ نے وہی طریقہ کار اختیار فرمایا جو جنگ قادسیہ کے خمس کی تقسیم میں اختیار فرمایا تھا۔

اس خمس کی تقسیم کے وقت زیاد بن ابی سفیان موجود تھے۔ اس کے بعد وہ حضرت عمرؓ کا مکتوب اور یہ حکم لے کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس روانہ ہو گئے کہ ”ایرانیوں کے ملک میں گھس کر ان سے جنگ نہ کی جائے۔“ حضرت سعدؓ نے یہ خط پڑھا تو امیر المومنینؓ کی حکمت کے اور زیادہ قائل ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ جب انہوں نے حضرت عمرؓ کو جلولا میں ایرانیوں کے اجتماع اور حلوان سے یزدگرد کی امداد کے متعلق لکھا تھا تو ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا تھا۔

”موصل کے رومی تکریت میں جمع ہو رہے ہیں جو دائن کے شمال میں دجلہ کے قریب واقع ہے اور عرب کی عیسائی قبائل ایاد، تغلب اور نمران کے ساتھ مل کر انہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکسا رہے ہیں۔“

اس خط کا جواب حضرت عمرؓ نے دیا اور ان کے حکم کے مطابق عبداللہ بن معتم پانچ ہزار فوج لے کر تکریت روانہ ہو گئے۔ اس فوج نے چالیس دن تک شہر کا محاصرہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

جاری رکھا، جس سے تنگ آ کر رومیوں نے ارادہ کیا کہ کشتیوں میں اپنا سامان لاد کر بھاگ جائیں۔ ابن معتمّ کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے عرب میں عیسائیوں سے دعوت اسلام کے سلسلے میں مراسلت کی اور انہیں مسلمانوں کی مدد پر ابھارا اور کہا، جو حصہ مسلمانوں کا ہوگا، وہی تمہارا بھی ہوگا۔ عرب عیسائیوں نے اس کو قبول کرلیا، اس پر ابن معتمّ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ شہر کے ان دروازوں پر قبضہ کرلو جن سے دریا کی طرف رستہ جاتا ہے۔ رومی کشتیوں پر سوار ہونے کے لئے نکلے تو ان کا قتل عام شروع ہوگیا۔ ادھر مسلمانوں نے شہر پر حملہ کردیا۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے تو دوسری طرف سے عربوں نے نعرے دہرانے شروع کردیئے۔ رومی گھبرا کر دروازوں سے نکلنے لگے لیکن سامنے سے مسلمانوں نے انہیں اپنی تلواروں پر رکھ لیا اور پیچھے سے ان عربوں نے ان کا صفایا کرنا شروع کردیا جو اسی رات مسلمان ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ رومیوں کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا۔

بے مثال امانت داری

آپ کا خیال ہے کہ یہ انتہائی بدحال و مفلس، فاقہ کش و قحط زدہ، کھال اور چمڑے تک کھا جانے والے عرب روئے زمین کے سب سے بیش بہا ذخیرہ و خزانہ کے مالک ہوجانے کے بعد کیا کریں گے؟ کسریٰ کے خزانوں، اس کے ہیرے جواہرات اور مال و دولت پر غالب ہونے کے بعد اور منجانب اللہ اس کے استعمال کے حلال و مباح ہوجانے کے بعد کیسا برتاؤ کریں گے؟ آپ تصور کیجیے کہ اگر کوئی فوج اس اسلامی فوج کی جگہ ہوتی تو وہ کیا کرتی؟ آج کے ترقی یافتہ ملک کا ترقی یافتہ لشکر کیا کچھ نہ کرتا؟ کیا آپ ہزار میں بھی ایک ایسی مثال لا سکتے ہیں کہ کوئی مفلس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ونادار ہوا اور وہ لاکھوں کی مالیت کے جواہرات کا مالک بن بیٹھے پھر اس کے اس عمل کی کسی کو خبر واطلاع بھی نہ ہو کیا ایسے حال میں اس کا جذبہ امانت ودیانت بھڑک اٹھے گا اور سرکاری ذمہ دار وعہدہ دار تک اس مالک کو پہنچانے پر آمادہ کر سکے گا؟ نہیں! مگر اسلامی لشکر میں ایسے بے شمار نظائر موجود وشاہد عدل ہیں۔ چنانچہ آپ مدائن کی فتح کا واقعہ پڑھ جائیے۔ لشکر اسلامی مدائن میں پہنچ چکا ہے۔ مال غنیمت جمع ہو رہا ہے۔ لوگ سارا مال اس محکمہ کے ذمہ دار کو بلا پس وپیش دے رہے ہیں کہ اچانک ایک شخص ہاتھ میں ایک برتن لئے آتا ہے اور بلا چوں وچرا حوالے کر جاتا ہے۔ ذمہ داران حاضرین اس برتن کے اندر دیکھ کر دہشت زدہ وششدر رہ جاتے ہیں اور بے اختیار کہہ پڑتے ہیں، اس جیسا مال ہم نے آج تک نہ دیکھا، ہمارے پاس جمع شدہ اموال کی تو اس کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں، وہ تو اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتے، کیا تم نے اس میں سے کچھ حصہ لے رکھا ہے تب وہ شخص بول اٹھتا ہے۔ سنو! واللہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو میں ہرگز یہ تمہارے سپرد نہ کرتا اور واقعی وہ سچا تھا، ورنہ اس ہنگامہ اور شور وغل میں اور اس ہجوم واژدھام میں اللہ کے سوا کون کسے دیکھ رہا تھا اور کون کس کے پیچھے لگا ہوا تھا؟ تب ان حاضرین نے کہا، تم بڑے عظیم المرتب انسان ہو، تمہارے تعارف؟ مگر اس نے جواب دیا، نہیں میرا تعارف جان کر تم کیا کرو گے، میں نہیں بتاؤں گا ورنہ تم میری مدح وتعریف کرو گے جس کا میں خواہاں نہیں، میں اپنے پروردگار کا ثناخواں اور اس کے اجر وثواب پر راضی وشاداں ہوں۔

یہ ایک نمونہ ہے اسلامی فوج کی امانت ودیانت کا، یہ ایک یا دو کا طرز عمل نہیں ہے، پورا کا پورا لشکر اسی قالب میں ڈھلا ہوا تھا اور اسی طور وطرز پر کاربند تھا۔ اس لشکر کی امانت وپاکیزگی، عفت ودیانت کے لئے مندرجہ ذیل تین تصدیقات وشہادتیں کافی ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

ا۔اسلامی فوج کی سب سے بڑی ٹولی کے قائد سیدنا جابر بن عبداللہؓ کی شہادت۔انہوں نے فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی قسم،ہم نہیں جانتے کہ قادسیہ کے مجاہدین میں سے کوئی اجر اخروی کے علاوہ کسی دنیوی منفعت کا خواہاں رہا ہو۔تین آدمیوں کے بارے میں کچھ بدگمانی تھی مگر صورت حال منکشف ہوجانے کے بعد ہمیں ان جیسا زاہد وامین نہ مل سکا۔(۱) طلحہ بن خویلد (۲) عمرو بن معدیکرب (۳) قیس بن مکشوح۔

۲۔لشکر کے قائد اکبر و کمانڈر سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان۔انہوں نے فرمایا کہ واللہ پورا لشکر امانت و دیانت کا نمونہ تھا۔اگر اہل بدر کو منجانب اللہ سبقت وافضیلت کا شرف نہ ملا ہوتا تو میں افواج قادسیہ کو اہل بدر سے افضل قرار دے دیتا، میں نے بہت سی قوموں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے جمع کردہ غنائم میں کیسی کیسی بے اعتدالیوں و بے راہ رویوں کا شکار ہوئی ہیں۔مگر اہل قادسیہ کے بارے میں نے ایسا کچھ نہ سنا اور نہ محسوس کیا۔

۳۔تیسری شہادت امیر المومنین اور اسلامی فوج کے نگران اعلیٰ سیدنا عمر بن خطابؓ کی ہے۔جب کسریٰ کی تلوار لے کر قاصد ان کے پاس آیا تب انہوں نے فرمایا: بلاشبہ جن لوگوں نے یہ سب اموال بیت المال کو پہنچائے وہ یقیناً امانت و دیانت کے مرتبہ علیا پر فائز ہیں۔تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ آپ پاکیزگی وعفت کے شاہکار ہیں اسی لئے آپ کی رعایا بھی عفیف و پاکباز ہے۔(طبری جلد ۹ صفحہ ۱۷۷)

کوفہ شہر کی تعمیر کا فیصلہ

اپنے رفقاء سے مشورہ کے بعد حضرت عمرؓ نے یہی سیاست اختیار فرمائی اور واقعات نے اس کے نفاذ کو اور آسان بنادیا۔اس سے نہ عراقیوں اور ایرانیوں کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

جذبات مشتعل ہوئے نہ فاتح مسلمانوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ فتوحات کے مال غنیمت سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ ہوا یہ کہ عراق کے شہروں کی آب و ہوا نے اسلامی فوجوں کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ جلولا، حلوان، تکریت اور موصل سے فتح کی خبر اور مال غنیمت لے کر کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیرالمومنینؓ نے پہلے ان کے مطالبات پر غور کیا، اس کے بعد فرمایا:

واللہ! تمہاری صورتیں اب وہ نہیں جو یہاں سے جاتے وقت تھیں۔ قادسیہ اور مدائن سے جو لوگ آئے تھے، میں نے دیکھا، ان کی بھی یہی حالت تھی۔ آخر یہ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا۔ ''یہ وہاں کی آب و ہوا کا اثر ہے!''

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ سے دریافت کرایا کہ عربوں کی رنگتیں کیوں جھلس گئی ہیں۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ حذیفہ بن یمان مدائن میں حضرت سعدؓ کے ساتھ مقیم تھے۔ انہوں نے ان وفود کو پہنچنے سے پہلے حضرت عمرؓ کو لکھا تھا کہ ''عربوں کے پیٹ پچک گئے ہیں۔ جسم سوکھ گئے ہیں اور رنگتیں جھلس گئی ہیں!'' اس سے حضرت عمرؓ کو تشویش ہوئی اور حضرت سعدؓ کو لکھا۔ ''عربوں کو وہی آب و ہوا راس آئے گی جو ان کے اونٹوں کو راس آئے گی، لہٰذا کوئی ایسا خطہ تلاش کرو جس کو خشکی اور تری سے یکساں تعلق ہو اور میرے اور اس کے درمیان کوئی دریا یا پل حائل نہ ہو۔'' اس خط سے حضرت عمرؓ کے دو مقصود تھے ایک یہ کہ ان عربوں کے قیام کے لئے جو مقام انتخاب کیا جائے وہ صحرا کی طرح خشک ہو۔ لیکن اس میں صاف ستھرے پانی کی نہریں اور چشمے بھی ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر کبھی ان لوگوں کی مدد کی ضرورت پڑ جائے تو رستے میں کوئی دریا یا پل مزاحم نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ بحری سفر کو خطرناک سمجھتے تھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اور اس لئے نہیں چاہتے تھے کہ ان کے اور ان کی فوج کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل ہو جسے طے کرنے میں ان کی بھیجی ہوئی مدد کسی خطرے یا ہلاکت سے دوچار ہو جائے۔

کوفہ کی جغرافیائی اہمیت

حضرت سعدؓ نے موصل سے عبداللہ بن معتم اور جلولا سے قعقاع بن عمرو کو بھیجا کہ وہ امیر المومنینؓ کی پسند کے مطابق کوئی جگہ تلاش کریں۔ ادھر حضرت عمرؓ نے بھی مدینہ میں باخبر لوگوں سے ایسی جگہ کے بارے میں مشورہ کیا۔ سب نے یک زبان ہو کر یہ رائے دی کہ حیرہ کے قریب کوفہ کا مقام بالکل موزوں ہے۔ ایک تو وہ حیرہ کی طرح فرات کے قریب سرسبز و شاداب مقام پر واقع ہے۔ دوسرے صحراء سے بھی کچھ دور نہیں۔ حضرت سعدؓ مدائن سے کوفہ کے مقام پر پہنچے اور ایک اونچی جگہ منتخب کر کے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کے چاروں طرف اتنی جگہ چھوڑ دی گئی کہ اگر مسجد کے وسط میں کھڑے ہو کر تیر پھینکا جائے تو اس میدان کے آخر سرے پر گرے اور اس جگہ کو بازار بنا دیا گیا۔ مسجد تعمیر ہوئی اور سنگ رخام کے ستونوں پر دو 100 گز لمبی چھت ڈالی گئی۔ یہ ستون کسریٰ کے محلوں سے لائے گئے تھے جن کی بلندی رومی کلیساؤں کی بلندی سے مشابہ تھی۔ مسجد کے چاروں طرف خندق کھودی گئی کہ لوگ اس کی چاردیواری پر چڑھائی نہ کر دیں۔ کسریٰ کے ایک ایرانی معمار نے مسجد کے قریب حضرت سعدؓ کے لئے مکان تیار کیا جس میں بیت المال بھی تھا۔ اس عمارت کا نام "قصر سعدؓ" رکھا گیا۔ فوج نے بھی مسجد کے چاروں طرف اپنے مکان بنا لئے اور ہر قبیلے نے اپنے اپنے مطلب کی جگہ تلاش کر کے خیمے نصب کر دیئے۔ جب لوگ آباد ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا:

"میں نے حیرہ اور فرات کے درمیان کوفہ میں قیام کیا ہے۔ یہ مقام خشکی اور تری

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے یکساں تعلق رکھتا ہے اور شاداب و زرخیز بھی ہے۔ میں نے مسلمانوں کو اجازت دے دی ہے کہ چاہے مدائن میں رہیں چاہے یہاں آ کر آباد ہو جائیں۔ جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا میں انہیں وہاں مسلح پہریداروں کی حیثیت میں چھوڑ آیا ہوں۔"

کوفہ کا قیام سب کو راس آیا اور ان کی صحتیں بحال ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں درخواست بھیجی گئی کہ بانسوں کے مکان بنانے کی اجازت مرحمت فرمادی جائے، وہ خیموں سے زیادہ پائیدار رہیں گے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت دیتے ہوئے تحریر فرمایا: چھاؤنی ایسی ہونی چاہئے جو تمہاری اچھی طرح حفاظت کر سکے اور تمہارے لئے زیادہ مفید ہو۔ میں تمہاری مخالفت کرنا نہیں چاہتا۔"

حضرت عمرؓ کا یہ مکتوب سنتے ہی لوگوں نے بانس کے مکان بنانے شروع کر دیئے اور ان میں جا بسے۔ ایک دن ان کے مکانوں میں آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اب لوگوں کے لئے پھر کوئی جگہ سر چھپانے کی نہ رہی تو کیا انہیں پھر خیمے نصب کر لینے چاہئیں؟ کھلے میدان میں رہنے سے تو یہی بہتر ہے، لیکن اب وہ مکانوں میں رہنے کے عادی ہو چکے تھے، خیموں کی زندگی انہیں کیسے راس آتی۔ چنانچہ آتش زنی کی خبر کے ساتھ یہ درخواست بھی حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کی گئی کہ اینٹوں کے مکان بنانے کی اجازت عطا فرمادی جائے۔ حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی اور فرمایا۔" بنالو لیکن کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور دیواریں بہت اونچی نہ کرے۔ تم سنت کے پیچھے چلو، دولت تمہارے پیچھے چلے گی!"

اس طرح کوفہ کے مکانوں کی تیاری کے بعد لوگ ان میں مقیم ہو گئے۔ اس نو آباد شہر نے حیرہ کی تمام عظمت و شوکت اس سے چھین لی اور لخمیین کا دارالسلطنت اس عظیم الشان شہر کے پہلو میں ایک معمولی سی بستی ہو کر رہ گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت علیؓ کا موقف

اس کے لئے حضرت علیؓ نے فرمایا: حکومت صرف وہ لے سکتی ہے جو کاشت کار کی ضرورت سے زائد ہو۔"

یہ فیصلہ قرآن کریم کے اس اصول کی ترجمانی کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے: "لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ہم دوسروں کی ضروریات، کے لئے کتنا دیں...... قل العفو ...... ان سے کہو کہ جس قدر تمہاری اپنی ضروریات سے زائد ہو وہ سب (۲ سورۃ بقرہ ۔ ۲ ۔ آیت ۲۱۹)

سرکاری تحویل

اس زمانے میں، مویشی پالنا، نظام معیشت میں بڑی اہمیت رکھتا تھا، اس مقصد کے لئے چراگاہوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ ان کے متعلق حضور ﷺ نے فرما دیا تھا:

"چراگاہیں صرف خلافت کی ہیں۔" (بخاری)

حضرت عمرؓ نے، نہ صرف یہ کہ پہلی چراگاہوں کو مفاد عامہ کے لئے رکھا، بلکہ ان میں اضافہ بھی فرمایا۔ ان چراگاہوں کے متعلق تاکید تھی کہ ان میں غریبوں کے مویشی چریں چگیں۔ جن صاحبان ثروت کے ہاں اپنا انتظام ہے۔ ان کے جانوران پبلک چراگاہوں" میں نہ آئیں حضرت اسلم کی روایت ہے حضرت عمرؓ نے ایک کارندے ہنی کو پبلک چراگاہوں کا محافظ مقرر فرمایا اور اسے تاکید کی:

"جو لوگ غریب ہیں ان کے جانوروں کو یہاں چرنے دو، دیکھ صاحب ثروت حتیٰ) عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اونٹ یہاں داخل نہ ہونے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پائیں۔ کیونکہ اگر ان کے جانوروں کو چارے کی ضرورت ہوگی، تو ان کے لئے بہت کھیتیاں اور کھجوروں کے درخت موجود ہیں۔ لیکن اگر غریبوں کے جانور بھوکے مرنے لگے، تو وہ سوائے اس کے کہ میرے پاس واویلا کرتے ہوئے آئیں اور کیا کر سکیں گے۔"

حضرت عثمانؓ چراگاہوں کی حفاظت خود کیا کرتے تھے اور دیکھتے تھے کسی نے ان کے گھاس، چارے یا درختوں کو نقصان تو نہیں پہنچایا۔

جب حضرت عمرؓ نے مدینہ کی چراگاہ کو سرکاری تحویل میں لے لیا اور اس پر نگران مقرر کر دیئے، تو ایک بدوی نے آکر آپ سے شکایت کرتے ہوئے کہا: اے عمرؓ! کیا ہم نے اسلام کی خاطر اس لئے لڑائیاں لڑی ہیں کہ آپ ان چیزوں کے استعمال میں ہماری نگرانی کریں؟" اس پر آپ خفا ہوئے اور اس سے کہا کہ سن رکھو مال اللہ کا مال ہے اور بندے اللہ کے بندے ہیں۔ اس لئے میں ایسا نہیں کر سکتا کہ (انہیں ضرورت مندوں کے لئے مختص نہ کردوں)

باقی رہے چشمے، سو ان کا پانی تو کوئی روک ہی نہیں سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ میری زمین تک پانی پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے، لیکن جس شخص کی زمین سے وہ راستہ گزرتا تھا، وہ مجھے اس میں سے...... پانی نہیں لے جانے دیتا۔ آپ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے ڈانٹ کر کہا کہ تجھے پانی کے لئے راستہ دینا ہوگا: "یہ تو تیری زمین ہے۔ اگر پانی کی راستہ تیرے پیٹ کے سوا کوئی اور نہیں ہوگا" تو وہ تیرے پیٹ کے اوپر سے پانی لے جائے گا۔"

بات اساسا اراضیات کی ہو رہی تھی۔ آپ نے اراضیات کو مملکت کی تحویل میں لے کر ان کی سروے (پیمائش) کرائی۔ زمین کی حیثیت اور نوعیت کے اعتبار سے اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com
www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی قسمیں مقرر کیں اور پھر اسی نسبت سے انکا خراج (لگان) مقرر کیا۔ اس حسن انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ مملکت کے خراج میں محیر العقول اضافہ ہو گیا۔

مملکت کی آمدنی میں اضافہ

جب حضرت ابو ہریرہؓ بحرین کا خراج لے کر آئے، تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: کیا لائے ہو؟ انہوں نے کہا، پانچ لاکھ۔ آپ نے کہا کہ کچھ جانتے ہو بھی کہ کیا کہہ رہے ہو! حضرت ابو ہرۃؓ نے کہا ایک لاکھ ایک لاکھ اسے پانچ بار دہرایا حضرت عمرؓ نے کہا تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ نیند کا خمار ہے۔ جاؤ جا کر بال بچوں میں آرام کرو۔ یہ صبح گئے، تو پانچ لاکھ پیش کر دیئے یہ ایک علاقہ کا خراج تھا اس سے مملکت کی کل آمدنی کا اندازہ لگا لیجیے۔

لیکن مملکت کی اس قدر مرفہ الحالی، صرف حسن انتظام کا نتیجہ نہیں تھا۔ اس کے ساتھ (بلکہ بنیادی طور پر اس میں) سربراہ مملکت کی دیانت وامانت بھی شامل تھی۔ اس باب میں حضرت عمرؓ کس حد تک متشدد تھے۔ اس کا اندازہ ہم کئی واقعات سے لگا سکتے ہیں۔ اس وقت صرف ایک واقعہ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی روایت ہے کہ ایک صاحب حضرت عمرؓ کے پاس تھوڑا سا دودھ لائے، جسے پی کر آپ خوش ہوئے۔ اس سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے لائے؟ اس نے کہا کہ فلاں چشمہ پر صدقہ (بیت المال) کے اونٹ جمع تھے اور نگران ان کا دودھ دوہ رہے تھے۔ اس میں سے انہوں نے مجھے بھی دے دیا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے حلق میں انگلی ڈالی اور قے کر کے دودھ نکال دیا اور فرمایا، بیت المال سے کچھ بھی بلا قیمت لینا جائز نہیں قرار پا سکتا۔

سربراہ مملکت کی اپنی اس احتیاط کا نتیجہ تھا کہ دیگر عمال حکومت بھی اس قدر امین

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اور دیانت دار تھے، اور اسی امانت و دیانت کے ساتھ حسن انتظام کا نتیجہ تھا کہ مملکت میں زر و مال کی اس قدر فراوانی تھی۔

عراق کی مفتوحہ اراضی

بروایت قاضی ابو یوسف۔ عراق کی مفتوحہ اراضی کی تقسیم کے متعلق امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (عامل عراق) کی طرف مندرجہ ذیل تحریری فرمان لکھا:

"اے سعد بن ابی وقاصؓ! آپ کا خط اس بارے میں پہنچا کہ مسلمان آپ سے عراق کی غنیمت تقسیم کرنے کے خواہش مند ہیں۔ پس جس وقت آپ کو میرا خط ملے، آپ تمام اموال منقولہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیجیے۔"

اراضی اور نہریں

"مگر زمینیں اور نہریں تقسیم نہ کیجیے بلکہ انہیں خاصہ میں رہنے دیجیے تاکہ وہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے ان حضرات کا عطیہ ہو سکیں، کیونکہ آج اگر یہ غیر منقولہ (اراضی اور نہریں) بھی تقسیم کر دیے گئے تو آئندہ آنے والی قوم کے لیے کچھ باقی نہ رہے گا۔"

تبلیغ اسلام

"اے سعد! میں یہ حکم دے چکا ہوں کہ جس غیر مسلم سے ملاقات کا موقع ملے، اسے اسلام کی دعوت دیجیے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

نوواردانِ اسلام کا حصہ

"اور میں آپ سے یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے بعد جو شخص اسلام لے آئے، اسے بھی ہمارے ہاں وہی حقوق حاصل ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں۔ پس اموالِ غنیمت میں سے انہیں بھی حصہ دیجیے، اور اسلام کے جو حقوق پہلوں کے ذمہ ہیں وہی ان نوواردان کے اوپر بھی عائد ہیں۔ لیکن جن حضرات نے ہمارے ساتھ اُدھر جنگ کی مگر اِدھر انہیں شکست ہوگئی اور وہ مسلمان ہوگئے، ان کے اسلام میں تو شبہ نہیں۔ مگر اس موقع پر جہاد پر جو اموال مسلمانوں کو حاصل ہوئے ہوں، ان میں ایسے مسلمان حضرات کا حصہ نہیں ہوگا۔"

"اے سعد! یہ آپ کے لئے میرا حکم اور عہد ہے۔"

حضرت عمرؓ کا ایک اور فیصلہ

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں: امیر المومنین عمر فاروقؓ کے پاس جب سعد بن ابی وقاصؓ (عامل عراق) کا وفد حاضر ہوا تو آپ نے اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ مجلس مشاورت میں فرمایا کہ "اے مسلمانو! اب حکومت کے شعبے متعین کیے جائیں" کیونکہ حضرت عمرؓ اموال غنیمت شرکائے جہاد میں ہر کہ و مہ کے لئے مساوی تقسیم پر متفق تھے، مگر (ان) فتوحات عراق پر جب مسلمانوں کے ہاتھ اموال غنیمت بکثرت آگئے، تو آپ نے اپنے سابقہ انداز تقسیم میں، بہ مصلحت وقت تبدیلی کرتے ہوئے تساوی کی بجائے تفاضل کا ارادہ کر لیا اور دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی بخوشی و مجبوری امیر المومنین کی رائے سے اتفاق [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مگر امیرالمومنین نے فتح (عراق) میں اراضی کی تقسیم میں جب مشاورت سے فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے اس کے بھی تقسیم ہی کر دینے کا مشورہ دیا مگر امیرالمومنین اس پر متفق نہ تھے۔ فرمایا:

فکیف بمن یاتی من المسلمین فیجدون الارض بعلوجها قد قسمت وورثت عن الاباء وحیزت ماهذا برائی۔

آخر ان مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا، جو ہمارے بعد آئیں گے وہ دیکھیں گے، کہ تمام مفتوحہ اراضی وممالک تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ پس میری رائے اراضی کی تقسیم پر نہیں۔

عراق کی اراضی اور غیر مسلم

"مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں کی اراضی وہاں کے آتش پرست باشندوں ہی کے پاس (بدستور) رہنے دی جائے جس میں مسلمانوںؓ کے کئی فائدے ہیں:

1......اراضی پر خرج (لگان) وصول ہوگا۔

2......غیر مسلم رعایا سے جزیہ۔

اور یہ دونوں قسم کے محاصل

الف......جنگوں میں کام آئیں گے۔

ب...... بیت المال میں جمع ہونے سے موجودہ مسلمانوں کی اولاد کی معاونت ان سے ہو سکے گی۔

ج......آج کے بعد مسلمانوں کو جو ضرورتیں درپیش ہوں گی، ان میں مدد حاصل ہوگی۔"

امیرالمومنین نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ "موجودہ مفتوحہ شہروں میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

دشمنوں کی حفاظت کے لئے فوجی چوکیوں کی ضرورت ہے۔ یہ شام کا وسیع علاقہ ہے یہ جزیرہ ہے، کوفہ ہے۔ مصر ہے، جن کے تحفظ کے لئے ہر مقام پر فوجی چھاؤنی قائم کرنی ہے جن پر روپیہ پانی کی طرح خرچ ہوتا ہے۔ آج اگر یہ اراضی (عراق) اور اس کے غیر مسلم باشندوں کو (غلام بنا کر) آپس میں تقسیم کرلیا گیا تو یہ مصارف کہاں سے پورے کئے جائیں گے؟"

صحابہ کرامؓ منظوری

یہ سن کر حاضرین پکار اٹھے، بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں کہ اگر مفتوحہ علاقوں کے لئے چھاؤنی قائم نہ کی گئی تو ان کے مفرور کافر باشندے پھر جمع ہو کر انہیں ہم سے واپس لینے کی کوشش کریں گے۔ اے امیر المومنین! ہمیں آپ کی رائے سے اتفاق ہے۔

اراضی کی پیمائش

امیر المومنین نے فرمایا" آپ لوگ مجھ سے متفق ہو گئے ہیں تو اب کسی ایسے صاحب کا انتخاب کیجیے، جو صلاحیت کے ساتھ اراضی کی پیمائش کے طریقے میں بھی ماہر ہو اور جو غیر مسلموں پر لگان و جزیہ مقرر کرنے میں انصاف کی حدوں سے نہ گزر جائے۔"

اور حاضرین نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کا نام پیش کرتے ہوئے عرض کیا! اے امیر المومنین! یہ عثمانؓ..... مرد دانا اور پرانے تجربہ کار ہیں، یہ اس سے زیادہ مشکل کام بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔ آخر امیر المومنین نے ان کو عراق کی گرداوری پر نامزد فرماتے ہوئے تاکید فرمائی کہ اراضی کی مساحت

ایک سال قبل کا لگان

آپ کی وفات سے ایک سال قبل سواد (عراق) کے یک سالہ لگان کی رقم حسب ذیل تھی۔ ایک لاکھ درہم

اور اس وقت درہم کا نرخ، مساوی ایک درہم اور اڑھائی وانق (کیونکہ اس درہم کا وزن ایک مثقال تھا)

بروایت ابو یوسفؒ۔ اصحابہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مومنین سب نے بالاتفاق امیرالمومنین عمر فاروقؓ سے استدعا کی کہ آپ ملک شام کی اراضی و مملوک کی تقسیم اس طرح فرمادیں جس طرح رسول ﷺ نے خیبر کی اراضی و باغات تقسیم فرمادیئے تھے اور یہ مطالبہ کرنے والوں میں حضرت ابیر بن العوام و جناب بلالؓ بن رباح پیش پیش تھے۔

حضرت عمرؓ نے (ان سے) فرمایا، اگر میں آپ لوگوں کی خواہش پر یہ سرزمین اور اس کے باشندے تقسیم کردوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے بعد میں آنے والے طبقہ (مسلمین) کے لئے کوئی شے باقی نہ رہنے دوں۔ اس موقع پر امیرالمومنین نے یہ دعا کی۔ "یا اللہ مجھے بلال اور اس کے ہم نواؤں کے فتنہ سے محفوظ رکھنا۔" اور امیرالمومنین نے شام کے ذی طبقے کو ان کے مقام پر اسی طرح آباد رہنے دیا، جو مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتے رہے۔

اس واقعہ کے بعد عمواس (خطہ شام) میں طاعون پھیل گئی (جس میں بے شمار مسلمان لقمہ اجل ہوئے) تو مسلمانوں کو خیال گزرا کہ ہم پر یہ دن حضرت عمرؓ کی اس بددعا کا نتیجہ ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

۳۹ ے، بروایت امام ابو یوسفؒ۔ الغرض اسی تنازع میں دو یا تین دن گزر گئے۔ آخری روز امیر المومنین نے فرمایا۔ ''اے مسلمانوں!، مجھے قرآن مجید میں سے اپنے اس خیال کی دلیل مل گئی ہے۔ کہ جو مال فی الوقت مسلمانوں کا حصہ ہے اس میں سے بعد میں آنے والوں کو بھی مدنظر رکھا جائے)

آخری فیصلہ

آیت (مذکورہ) تلاوت کرنے کے بعد امیر المومنین نے آخری فیصلہ ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

فکانت هذه عماة لمن جاء بعدهم فقد صار هذا الفي بين هولاء جميعا فكيف نقسمه، لهولاء، وندع من تخلف بغير قسم۔

''پس (اس آیت کے مطابق) ان اموال (غنائم) میں ان لوگوں کا حصہ بھی ہے جو آج کے بعد آنے والے ہیں، اور حقیقت بھی یہی ہے، لہذا کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ اموال موجود دین ہی میں تقسیم کر کے انہیں ختم کر دیں اور بعد میں آنے والوں کو ان سے کچھ نہ ملے۔''

امام زہری (راوی اثر) فرماتے ہیں، بالآخر حضرت عمرؓ نے سواد عراق کی اراضی اور وہاں کے غیر مسلم باشندوں پر کوئی تقسیم عائد نہ فرمائی، بلکہ اراضی پر لگان۔ اور باشندوں پر جو غیر مسلم تھے جزیہ عائد فرمادیا۔

ایک عظیم کارنامہ

حکومت کے نظم و نسق میں جو چیز سب سے مقدم ہے، یہ ہے کہ انتظام کے تمام

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مختلف صیغے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ الگ ہوں اور یہی ترقی تمدن کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس طرح تمدن کی ابتدائی حالت میں مکانات کی یہ قطع ہوتی ہے کہ ایک ہی حجرہ تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہوتا ہے، پھر جس قدر تمدن بڑھتا جاتا ہے کھانے، سونے، ملاقات کرنے، لکھنے پڑھنے اور دیگر ضروریات کے لئے جدا جدا کمرے بنتے جاتے ہیں یہی حالت بالکل سلطنت کی ہے۔ ابتدائے تمدن میں انتظام کے تمام صیغے ملے جلے رہتے ہیں۔ جو شخص صوبہ کا گورنر ہوتا ہے، وہی لڑائی کے وقت سپہ سالار بن جاتا ہے۔ مقدمات کے انفصال کے وقت وہی قاضی کا کام دیتا ہے۔ جرائم کی تحقیق میں وہی پولیس کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس قدر تمدن ترقی کرتا جاتا ہے الگ الگ صیغے قائم ہوتے جاتے ہیں اور ہر صیغے کا الگ افسر ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے عجیب و غریب کارناموں میں ایک یہ بھی ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت عرب کا تمدن نہایت ابتدائی حالت میں تھا اور سلسلہ حکومت کے آغاز کو صرف چند برس گزرے تھے؟ تاہم انہوں نے بہت سے شعبے جو مخلوط تھے الگ کر کے دوا گانہ محکمے قائم کیے۔

صوبہ جات اور اضلاع

نظام حکومت کا ابتدائی سلسلہ جس پر تمام انتظامات متفرع ہیں، ملک کا مختلف حصوں میں تقسیم ہوتا ہے، جن کو صوبہ، ضلع اور پرگنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اسلام میں حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کی ابتداء کی اور اس زمانے کے موافق نہایت موزونی اور تناسب سے اس کی حدود قائم کیں۔ تمام مورخین نے اس کی تصریح کی ہے کہ انہوں نے ممالک مقبوضہ کو 8 صوبوں میں تقسیم کیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نوشیروانی عہد کے صوبے

فارس وغیرہ میں چونکہ حضرت عمرؓ نے تقریباً تمام نوشیروانی انتظامات بحال رہنے دیے تھے۔ اس لئے صرف یہ بتا دینا کافی ہے کہ نوشیروان کے عہد میں یہ ممالک کتنے حصوں میں منقسم تھے۔ مورخ یعقوبی نے لکھا ہے کہ نوشیروان کی سلطنت عراق کے علاوہ تین بڑے بڑے صوبے میں منقسم تھی۔

خراسان: اس میں مفصلہ ذیل اضلاع شامل تھے، نیشاپور، ہرات، مرو، مرو رود، فاریاب، طالقان، بلخ، بخارا، باذغیس، باورد، غرشتان، طوس، سرخس، جرجان۔

آذربائیجان: اس میں مفصلہ ذیل اضلاع شامل تھے، طبرستان، رے، قزوین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہاوند، دینور، حلوان، ماسبذان، مہرجان، قذق، شہرزور، سامغان، آذربیجان۔

فارس: اس میں مفصلہ ذیل اضلاع شامل تھے۔ اصطخر، شیراز، نوبندجان، جور، کازرون، فسا، دارابجرد، اردشیر خرہ، سابور، جندیسابور، سوس، نہرتیری، مناذر، تستر، ایذج، رام ہرمز۔

صوبوں کے افسر

صوبوں میں مفصلہ ذیل بڑے بڑے عہدہ دار رہتے تھے: والی یعنی حاکم صوبہ کاتب یعنی میر منشی۔ کاتب دیوان، یعنی دفتر فوج کا میر منشی، صاحب الخراج یعنی کلکٹر، صاحب احداث یعنی افسر پولیس، صاحب بیت المال یعنی افسر خزانہ، قاضی یعنی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

صدر الصدور و منصف، چنانچہ کوفہ میں عمار بن یاسر والی، عثمان بن حنیف کلکٹر عبداللہ بن مسعود افسر خزانہ، شریح قاضی، عبداللہ بن خلف الخزاعی کاتب دیوان تھے۔

ہر صوبے میں ایک فوجی افسر بھی ہوتا تھا لیکن اکثر حالتوں میں صوبے کا عامل ہی اس خدمت پر بھی مامور رہتا تھا۔ پولیس کا محکمہ بھی جہاں تک ہم کو معلوم ہے، ہر جگہ الگ نہ تھا اکثر کلکٹر یا عامل اس خدمت کو بھی انجام دیتا تھا۔ مثلاً عمار بن یاسر جس وقت کوفے کے حاکم تھے پولیس کا کام بھی کرتے تھے۔ والی کا اسٹاف وسیع اور مستقل اسٹاف ہوتا تھا اور اس کے ممبر خود دربار خلافت کی طرف سے مامور ہوتے تھے، عمار کو جب حضرت عمرؓ نے کوفہ کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو دس معزز آدمی ان کے اسٹاف میں دیئے جن میں ایک قرظا خزرجی بھی تھے۔

میر منشی قابل اور تقریر اور تحریر میں یکتا ہوتا تھا، ابوموسیٰ اشعری جو بصرہ کے گورنر تھے ان کا میر منشی زیاد بن سمیہ تھا جس کی فصاحت و بلاغت پر خود حضرت عمرؓ حیران رہ گئے تھے اور عمرو بن العاصؓ کہا کرتے تھے کہ اگر یہ نوجوان قریش کی نسل سے ہوتا تو تمام عرب اس کے علم کے نیچے آجاتا۔

صوبجات اور اضلاع کی تقسیم کے بعد سب سے مقدم جو چیز تھی، ملکی عہدہ داروں کا انتخاب اور ان کی کارروائی کا دستور العمل بنانا تھا، کوئی فرمانروا کتنا ہی بیدار مغز اور کوئی قانون کتنا ہی مکمل ہو، لیکن جب تک حکومت کے اعضاء و جوارح یعنی عہدہ داران ملکی قابل، لائق، راست باز اور متدین نہ ہوں اور ان سے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ کام نہ لیا جائے، ملک کو کبھی ترقی نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمرؓ نے اس باب میں جس نکتہ رسی اور تدبیر و سیاست سے کام لیا، انصاف یہ ہے کہ تاریخ عالم کے ہزاروں ورق الٹ کر بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی

اس مرحلے میں اس بات سے بڑی مدد ملی کہ ان کی طبیعت شروع سے جوہر شناس واقع ہوئی تھی۔ یعنی جس شخص میں جس قسم کی قابلیت ہوتی تھی وہ اس کی تہہ کو پہنچ جاتے تھے۔ اس کے ساتھ انہوں نے ملک کے تمام قابل آدمیوں سے واقفیت بہم پہنچائی تھی پہلی بات تھی کہ انہوں نے جس شخص کو جو کام دیا اس کے انجام دینے کے لئے اس سے بڑھ کر آدمی نہیں مل سکتا تھا۔ عرب میں چار شخص تھے جن کو دہاۃ العرب کہا جاتا تھا یعنی جو فن سیاست وتدبیر میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، امیر معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ، زیاد بن سمیہ، حضرت عمرؓ نے زیاد کے سوا تینوں کو بڑے بڑے ملکی عہدے دیئے چونکہ یہ لوگ صاحب تودعا بھی تھے۔ اس لئے اس طرح ان پر قابو رکھا کہ کبھی کسی قسم کی خودسری نہ کرنے پائے۔ زیاد ان کے زمانے میں شانزدہ سالہ نوجوان تھا اس لئے اس کو کوئی بڑا عہدہ نہیں دیا۔ لیکن اس کی قابلیت اور استعداد کی بناء پر ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ کاروبار حکومت میں اس کو مشیر کار بنائیں۔ فن حرب میں عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ بن خالد نہایت ممتاز تھے لیکن تدبیر و سیاست میں ان کو دخل نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں عراق کی فتوحات پر مامور کیا، لیکن نعمان کو لکھ بھیجا کہ ان کو کسی صیغے کی افسری نہ دینا، کیونکہ ہر شخص اپنا فن خوب جانتا ہے۔

عبداللہ بن ارقم ایک معزز صحابی تھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کہیں سے ایک جواب طلب تحریر آئی۔ آپ نے فرمایا اس کا جواب کون لکھے گا؟ عبداللہ بن ارقم نے عرض کی کہ "میں" یہ کہہ کر خود اپنی طبیعت سے جواب لکھ کر لائے۔ آنحضرت

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ﷺ نے سنا تو نہایت پسند فرمایا۔ حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ ان کی اس قابلیت پر ان کو خاص خیال ہوا اور جیسا کہ علامہ ابن الاثیر وغیرہ نے لکھا ہے یہ اثر ان کے دل میں ہمیشہ قائم رہا، یہاں تک کہ جب خلیفہ ہوئے۔ تو ان کو میر منشی مقرر کیا۔

جدت طرازیاں

امیر المومنین نے حضرت محمد ﷺ کی مکہ سے ہجرت کو اسلامی تاریخ کا نقطہ آغاز قرار دیا...... حضرت عمرؓ ہی نے قرآن کو مصحف کی شکل میں مرتب کیا اور رمضان کے قیام یعنی تراویح کی ادائیگی کو مدینہ اور دوسرے شہروں میں رائج کیا۔ عبدالرحمن بن عبدالقاریؒ بیان کرتے ہیں: "رمضان کی ایک شب میں، عمر بن الخطابؓ کی معیت میں مسجد آیا۔ لوگ الگ الگ ٹولیوں اور بعض لوگ تن تنہا نماز میں مشغول تھے۔ (ظاہر ہے یہاں نماز سے مراد نماز تراویح ہے۔ مترجم) امیر المومنین نے سوچا کہ اگر یہ سب ایک قاری کے پیچھے نماز تراویح ادا کریں۔ تو زیادہ مناسب صورت ہوگی۔ طے یہ پایا، ابی بن کعبؓ ان نمازوں کی امامت کریں گے۔ دوسری رات، جب میں فاروقؓ کے ساتھ پھر نکلا اور ہمیں تمام لوگ منظم مجتمع اور ایک قاری کی اقتداء میں نظر آئے تو موصوف نے مجھ سے فرمایا۔ یہ کیسی اچھی رسم پڑ گئی اور بہتر تو یہ ہوگا کہ لوگوں کی یہ عبادت اور یہ سماعت قرآن رات کے آخری حصے میں ہو۔ سوتے رہنے کے مقابلے میں عبادت وریاضت کس قدر اولیٰ ہے۔

ابو اسحاق ہمدانیؒ کی روایت ہے: "رمضان کی کسی رات کے ابتدائی حصے میں علی بن ابی طالبؓ نے مسجدوں کو قندیلوں سے روشن اور تلاوت کلام ربانی سے پرخروش پایا۔ یہ روح پرور منظر دیکھ کر فرمایا۔" اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے کہ انہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں :

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے اس کی مسجدیں روشن کی ہیں۔"

محمد بن سعد کہتے ہیں، مدینہ میں حضرت عمرؓ کے دور میں یہ انتظام ہوا کہ ایک قاری مردوں کو نماز پڑھاتا تھا اور ایک کی قرأت میں عورتیں نماز ادا کرتی تھیں۔ امیرالمومنین ہی کا اجتہاد تھا کہ مے خواری کی شرعی سزا 80 درے قرار پائی۔ عمرؓ نے رویشد الثقفی کے مکان میں جہاں شراب کشید ہوتی تھی آگ لگوادی تھی۔ ان ہی کے عہد سے شبینہ گشت کا آغاز ہوا تاکہ قوم کا اصل حال معلوم ہوسکے۔

درہ لے کر چلنا

عمرؓ پہلے شخص ہیں کہ وہ درہ ہاتھ میں لے کر چلتے تھے، اس سے خطا کاروں کی تنبیہ اور تادیب بھی کرتے تھے۔ ان کے درے کی ہیبت تھی کہ بعد میں کہا جانے لگا۔ "عمرؓ کا درہ تمہاری تلواروں سے زیادہ ہیبت انگیز تھا۔" امیرالمومنین کے عہد میں زمینوں کی پیمائش کا کام ہوا۔ اور مختلف اراضی کی شرح لگان متعین ہوئی۔ اسی دور میں مفتوحہ علاقہ میں غیر مسلموں پر جنہیں اسلامی اصطلاح میں ذمی کہا جاتا ہے؟ جزیہ عائد کیا گیا، مسکونہ اور پہاڑی علاقوں کا مجموعی خراج اکیس لاکھ چند ہزار درہم تھا۔ حضرت عمرؓ ہی نے بصرہ، کوفہ، الجزیرہ، شام، مصر، موصل میں عربوں کی نئی بستیاں بسائیں۔ بصرہ اور کوفہ کے تو وہ بنیاد گزار ہیں۔ اسی عہد میں صوبوں میں اسلام کا عدالتی نظام برقرار ہوا۔

وظائف مقرر کرنے کا فیصلہ

پھر سرشاری کا سلسلہ شروع ہوا اور دفاتر مرتب ہوئے اور لوگوں کے نام ان کے اپنے اپنے قبیلوں کی بنیاد پر درج دفتر ہوئے۔ اسی طرح لوگوں کے لئے مال

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

غنیمت سے روزینے مقرر ہوئے۔ اس سلسلہ میں اہل بدر کو تمام اشخاص پر ترجیح دی گئی اور باقی اشخاص کو ان کے مراتب اور ان کے تقدم الی الاسلام کی رو سے روزینے دیئے گئے۔ اسی دور میں غذائی سامان پہلی بار جہازوں پر لد کر مصر سے آیا اور پہلے جارنام کے مقام پر اتارا گیا اور پھر وہاں سے مدینہ لایا گیا۔ فاروق اعظمؓ نے یہ عمل ایک بار سے زیادہ کیا کہ جب امراء یعنی گورنروں کو معزول کیا تو ان کی تمام دولت بحق حکومت الٰہی ضبط کر لی۔ سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو ہریرہؓ انہی عمال حکومت میں شامل ہیں۔ حضرت عمرؓ کا مسلک تھا کہ وہ بہت برگزیدہ اور متقی حضرات کو کاروبار حکومت میں ملوث نہیں ہونے دیتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے مسجد نبوی ﷺ کے حصے میں حضرت عباسؓ کے مکان کا حصہ بھی شامل کر دیا اور اس میں مطلق شک کی گنجائش نہیں کہ فاروقؓ ہی نے یہودیوں کو ارض حجاز سے خارج کر کے انہیں شام بھجوا دیا۔ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر فاروق اعظمؓ بنفس نفیس موجود تھے۔

امیر حج مقرر کرنے کا فیصلہ

آپؓ نے اپنے دور خلافت کے پہلے سال میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امیر حج مقرر کیا۔ اہل مدینہ ان کی قیادت میں بیت اللہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ خلافت کے باقی سالوں میں فاروق اعظمؓ قافلہ حج کی سرداری خود ہی قبول کرتے رہے۔ چنانچہ دس سال تک یہی ہوتا رہا۔ آخری حج میں رسالت مآب ﷺ کی ازواج مطہرات بھی شریک سفر تھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں تین بار عمرہ بھی ادا کیا۔ مقام ابراہیم کو جو پہلے بیت اللہ سے بالکل ملحق تھا آپ ہی نے ہٹا کر اس کی موجودگی کی جگہ متعین کی۔ عبداللہ ابن ابراہیمؒ کے بیان کی رو سے ”مسجد نبوی ﷺ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا فرش آپؐ ہی کے دورِ مبارک میں پختہ ہوا۔ اب تک ہوتا یہ تھا کہ لوگ جب سجدوں سے سر اٹھاتے تھے تو اپنے ہاتھ جھٹک دیتے تھے تاکہ گرد افشانی ہوسکے۔ فاروقی احکامات نافذ ہوگئے اور مسجد نبوی ﷺ کا فرش عتیق سے مشید کر دیا گیا۔

عدل وانصاف کیلئے گشت

شعبی سہلؒ اور بشرؒ نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ "جب لوگوں نے حضرت عمرؓ کی باتیں سنیں اور ان کے کام دیکھے اور ان کا بازاروں میں گھومنا اور ان کا مختلف راستوں کا گشت لگانا اور ان کا عدل وانصاف، جسے انہوں نے مختلف قبیلوں میں قائم کیا تھا، مشاہدہ کیا، اسی طرح تعلیم اور ارشاد کے بارے میں ان کی کوششیں اور نمازیوں کے معلقین کی خبر گیریاں، جب یہ تمام چیزیں دیکھیں تو لوگوں کو ابوبکرؓ اور خود نبی ﷺ یاد آ گئے۔"

ابن شہابؒ نے ثعلبہ بن ابی ملیکؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ "ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ پارچات تقسیم کئے۔ ایک نفیس قسم کا کپڑا باقی بچ رہا تھا۔ کسی نے کہا۔ "اسے بنت رسول اللہ (مراد ام کلثومؓ بنت علیؓ، جو حضرت عمرؓ کی زوجیت میں تھیں) کے لئے بھجوا دیں۔" فرمایا: "ام سلیطؓ کو اس کا حق زیادہ پہنچتا ہے۔ ام سلیطؓ کے والد نے احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ پر جاں نثاری میں ہم پر سبقت حاصل کی تھی۔ (یہ حدیث صرف بخاری میں موجود ہے) اوزاعیؒ سے روایت ہے۔

اپاہج بڑھیا کی خصوصی مدد

حضرت عمرؓ ایک رات جستجو احوال قدم میں نکلے۔ طلحہؓ کی نظر عمرؓ پر پڑ گئی۔ طلحہؓ نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

امیر المومنین کی نظر بچا کے چلنا شروع کیا۔ عمرؓ پہلے ایک مکان میں داخل ہوئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اندھی اپاہج بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے۔ طلحہؓ نے پوچھا۔ "یہ آدمی تمہارے یہاں کیوں آتا ہے؟" بڑھیا نے کہا۔ "یہ آدمی ایک زمانے سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے دکھ درد کا علاج کرتا ہے۔" طلحہؓ نے یہ سن کر کہا: طلحہ تجھے تیری ماں روئے عمرؓ کے نقش قدم لینے چلا ہے!"

عبداللہ بن زید بن اسلمؓ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ "عمر صائم الدہر تھے۔ یعنی سال کے اکثر ایام میں روزہ سے رہتے تھے۔ پھر قحط کے پرآشوب لیل ونہار آئے تو اس دور محن میں مہ وپروین کے امیر نے روٹیوں کو زیتون کے تیل سے کھانا شروع کیا۔ یہ کیفیت کچھ دنوں رہی تا آنکہ کچھ بھیڑیں اور بکریاں ذبح کی گئیں۔ اس موقع پر امیر المومنین کے لئے خاص طور پر کلیجی وغیرہ لائی گئی۔ مگر آپ نے کھانے سے انکار کردیا اور فرمایا: "میں بہت برا والی ثابت ہوگا، اگر میں خوش ذائقہ چیزیں خود کھاؤں اور قوم کے لوگ ان سے محروم رہیں۔" چنانچہ ان کے لئے وہی نان اور روغن زیتون فراہم کئے گئے۔ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے روٹیاں توڑ توڑ کر زیتون کے تیل میں ڈالیں اور جب ملیدہ تیار ہوگیا تو دفعتہً فرمایا:

"میں اپنے بال بچوں سے تین دن سے نہیں ملا وہ اس وقت ثمغ میں پڑے ہوئے ہیں شاید ان کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہو۔ یہ انہیں پہنچا دو۔" اور خود پھر بھی کچھ نہ کھایا۔

ابن سعدؒ اور عیاض بن خلیفہؒ کا بیان ہے: ہم نے خشک سالی کے زمانے میں عمرؓ کو دیکھا تھا۔ وہ اگرچہ سرخ وسفید رنگ کے تھے مگر اس زمانے میں کالے پڑ گئے تھے۔ جب زیتون کی کمی ہوئی تو امیر المومنین نے بھی زیتون کا تیل استعمال کرنا شروع کردیا۔ اس چیز سے امیر المومنین کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور وہ اکثر وبیشتر فاقہ کرنے لگے۔ ان دنوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہم یہ کہنے لگتے تھے کہ اگر خشک سالی ختم نہ ہوئی تو ممکن ہے غم امت محمدی میں عمرؓ مر جائیں۔"

فضل بن عمیرہؓ کہتے ہیں: "احنف بن قیسؓ عراق سے ایک وفد لے کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہوا بے حد گرم تھی۔ امیر المومنین نے اپنے جسم پر چادر لپیٹ رکھی تھی اور صدقہ کے اونٹ کے جسم پر تیل کی مالش کر رہے تھے۔ احنفؓ کو دیکھا تو کہا: احنف ذرا ادھر تو آؤ اس کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ یہ اونٹ صدقہ میں آیا ہے۔ اس پر یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔" ایک آدمی بولا تھا۔ "امیر المومنین! مرنے کے بعد اللہ آپ کو مغفرت سے نوازے، آپ کسی دوسرے بندے کو جو صدقہ کے عطیات کی دیکھ بھال پر مامور ہوئے کیوں نہیں حکم دیتے کہ وہ آپ کی مدد کرے۔" حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: "مجھ سے اور احنف سے زیادہ بڑا خدمت گزار کون ہوگا۔ مسلمانوں کی قیادت اور ولایت کا مطلب ہی یہی ہے کہ ان کی خدمت کی جائے۔ ان والیوں کو تو مسلمانوں کی ایسی ہی خدمت کرنی چاہیے، جیسے کہ ایک خادم اپنے سید اور اپنے آقا کی خدمت کرتا ہے۔"

اصول وضوابط

یہ صیغہ بھی اسلام میں حضرت عمرؓ کی بدولت وجود میں آیا۔ ترقی تمدن کا پہلا دیباچہ یہ ہے کہ صیغہ عدالت، انتظامی صیغے سے علیحدہ قائم کیا جائے۔ دنیا میں جہاں جہاں حکومت وسلطنت کے سلسلے قائم ہوتے، مدتوں کے بعد ان دونوں صیغوں میں تفریق ہوئی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے خلافت کے چند سال بعد اس صیغے کو الگ کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک خود خلیفہ وقت اور افسران ملکی قضا کا بھی کام کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ابتداء میں یہ رواج قائم رکھا اور ایسا کرنا ضروری تھا۔ حکومت کا نظم

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ونسق جب تک کامل نہیں ہو لیتا۔ ہر صیغے کا اجراء رعب وداب کا محتاج رہتا ہے۔ اس لئے فصل قضایا کام وہ شخص انجام نہیں دے سکتا جس کو فصل قضایا کے سوا اور کوئی اختیار نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ جو شخص باا ثر اور صاحب عظمت نہ ہو، قاضی نہ مقرر کیا جائے، بلکہ اسی بناء پر عبداللہ بن مسعودؓ کو فصل قضایا سے روک دیا۔

لیکن جب انتظام کا سکہ اچھی طرح جم گیا تو حضرت عمرؓ نے قضا کا صیغہ بالکل الگ کر دیا، تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں، اور قاضی مقرر کئے ان کے ساتھ قضا کے اصول وآئین پر ایک فرمان لکھا جو ابوموسیٰ اشعریؓ گورنر کوفہ کے نام تھا اور جس میں صیغہ عدالت کے تمام اصولی احکام درج تھے، ہم اس کو بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔ رومن امپائر کے دروازہ دہ گانہ قواعد جو رومیوں کے بڑے مفاخر خیال کئے جاتے ہیں اور جن کی نسبت یسرو، روم کا مشہور لیکچرار لکھتا ہے کہ یہ قوانین تمام فلاسفروں کی تصنیفات سے بڑھ کر ہیں۔ وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔

ان دونوں کا موازنہ کر کے ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ دونوں میں سے تمدن کے وسیع اصول کا کس میں زیادہ پتہ لگتا ہے۔

قواعد عدالت

حضرت عمرؓ کا فرمان بعبارتہا ذیل میں درج ہے:

خدا کی تعریف کے بعد قضا ایک ضروری فرض ہے۔ لوگوں کو اپنے حضور میں، اپنی مجلس میں اپنے انصاف میں برابر رکھو، تاکہ کمزور، انصاف سے مایوس نہ ہو اور زور دار کو تمہاری رو رعایت کی امید نہ پیدا ہو، جو شخص دعویٰ کرے، اس پر بار ثبوت ہے اور جو شخص منکر ہو اس پر قسم، صلح جائز ہے، بشرطیکہ اس سے حرام، حلال اور حلال، حرام نہ ہونے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پائے ہکل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا، تو آج غور کے بعد اس سے رجوع کر سکتے ہو، جس مسئلے میں شبہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس پر غور کرو اور پھر غور کرو اور اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال کرو۔ پھر قیاس لگاؤ۔ جو شخص ثبوت پیش کرنا چاہے اس کے لئے ایک معیاد مقرر کرو، اگر وہ ثبوت دے، تو اس کا حق دلاؤ، ورنہ مقدمہ خارج، مسلمان سب ثقہ ہیں۔ باستثنائے ان اشخاص کے جن کو حد کی سزا میں درے لگائے گئے ہوں یا جنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہو یا ولا اور وراثت میں مشکوک ہوں۔

اس فرمان میں قضا کے متعلق جو قانونی احکام مذکورہ ہیں حسب ذیل ہیں۔

1.....قاضی کو عدالتانہ حیثیت سے تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔

2.....بار ثبوت عموماً مدعی پر ہے۔

3.....مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے گی۔

4.....فریقین ہر حالت میں صلح کر سکتے ہیں، لیکن جو امر خلاف قانون ہے، اس میں صلح نہیں ہو سکتی ہے۔

5.....قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے بعد اس میں نظر ثانی کر سکتا ہے۔

انصاف میں مساوات

عدالت و انصاف کا ایک بڑا لازمہ عام مساوات کا لحاظ ہے یعنی دیوان عدالت میں شاہ و گدا، امیر و غریب، شریف و رذیل سب ہم رتبہ سمجھے جائیں۔ حضرت عمرؓ کو اس کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کے تجربے اور امتحان کے لئے متعدد دفعہ خود عدالت

www.iqbalkalmati.blogspot.com :مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں فریق مقدمہ بن کر گئے۔ ایک دفعہ ان میں اور ابی بن کعب میں کچھ نزاع تھی۔ ابی نے زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زید نے تعظیم دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تو تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کرابی کے برابر بیٹھ گئے۔ ابیؓ کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اور حضرت عمرؓ کو دعویٰ سے انکار تھا۔ ابی نے قاعدے کے مطابق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی لیکن زید بن ثابتؓ نے آپؓ کے مرتبے کا خیال کرتے ہوئے ابی سے کہا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرف داری پر نہایت رنجیدہ ہوئے۔ زید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے۔

قضاۃ اور ان کی کارروائیوں کے متعلق حضرت عمرؓ نے جس قسم کے اصول اختیار کئے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے عہد خلافت میں بلکہ بنو امیہ کے دور تک عموماً قضاۃ ظلم و نا انصافی کے الزام سے پاک رہے۔ علامہ ابو بلال عسکری نے کتاب الاوائل میں لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس قاضی نے خلاف انصاف عمل کیا وہ بلال بن ابی بردہ تھے یہ بنو امیہ کے زمانے میں تھے۔

قاضی کی تعداد

آبادی کے لحاظ سے قاضی کی تعداد کافی تھی کیونکہ کوئی ضلع قاضی سے خالی نہ تھا ۔اور چونکہ غیر مذہب والوں کو اجازت تھی کہ آپس کے مقدمات کا خود فیصلہ کر لیا کریں اس لئے اسلامی عدالتوں میں ان کے مقدمات کم آتے تھے اور اس بنا پر ہر ضلع میں ایک قاضی کا ہونا بہر حال کافی تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماہرین فن کی شہادت

صیغہ قضاء اور خصوصاً اصول شہادت کے متعلق حضرت عمرؓ نے جو نادر باتیں ایجاد کیں، ان میں ایک ماہرین فن کی شہادت تھی، یعنی جو امر کسی خاص فن سے تعلق رکھتا تھا، اس میں خاص اس فن کے ماہر کا اظہار لیا جاتا تھا، مثلاً حطیہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو میں ایک شعر کہا جس سے صاف طور پر ہجو نہیں ظاہر ہوتی تھی۔ زبرقان نے حضرت عمرؓ کو شکایت کی تو آپؓ نے حسان بن ثابت کو جو بہت بڑے شاعر تھے بلا کر پوچھا اور ان کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا۔ اسی طرح اشتباہ نسب کی صورت میں حلیہ شناسوں کے اظہار لئے۔

فصل خصومات کے متعلق اگرچہ حضرت عمرؓ نے بہت سے آئین و اصول مقرر کئے لیکن یہ سب وہیں تک تھا، جہاں تک انصاف کی ارزانی اور آسانی میں کوئی خلل نہیں پڑ سکتا تھا۔ ورنہ سب سے مقدم ان کو جس چیز کا لحاظ تھا وہ انصاف کا ارزاں اور آسان ہونا تھا۔ آج کل مہذب ملکوں نے انصاف اور دادرسی کو ایسی قیود میں جکڑ دیا ہے کہ دادخواہوں کو دعویٰ سے باز آنا، اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے لیکن حضرت عمرؓ کے اصول اور آئین اس قدر سہل اور آسان تھے کہ انصاف کے حاصل کرنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہو سکتی تھی اور حضرت عمرؓ کو خاص اس بات کا ہمیشہ لحاظ رہتا تھا۔

عدالت کا طریقہ

حضرت عمر فاروقؓ عدل و انصاف کے پیکر تھے اور کبھی بھی کسی معاملے میں بال برابر انصاف سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ آپؓ عدل و انصاف کے معاملے میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

شاہ و گدا، شریف و ذلیل، عزیز و بیگانہ، اور مسلم و غیر مسلم میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے عہد خلافت کا یہ ایک اہم کارنامہ ہے کہ عرب میں پہلی بار طریقہ عدالت قائم کیا گیا تا کہ ہر شخص بلا تمیز رنگ و نسل اور مذہب، دادرسی حاصل کر سکے۔ آپؓ نے تمام صوبوں اور ضلعوں میں عدالتیں قائم کیں اور مقدمات کے فیصلے کرنے کے لئے نہایت دیانتدار اور قابل قاضی صیغہ عدالت کے قاضیوں کے انتخاب میں حضرت عمرؓ بڑی احتیاط برتتے تھے۔ اور اس منصب کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب کرتے تھے جن کا علم، تقویٰ، ذہانت اور قوت فیصلہ مسلم ہوتی تھی۔ بسا اوقات آپ کسی مقدمے میں خود فریق مقدمہ بن کر ان لوگوں کی ذہانت اور قابلیت کا امتحان لیتے تھے۔ چنانچہ مدینہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت تھے۔ کوفہ کے عبداللہ بن مسعود اور قاضی شریح۔ یہ لوگ علمی جلالت و فضیلت کے اعتبار سے بلند پایہ تھے۔ آپ کی طرف سے قاضیوں کو ہدایت تھی کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں مقدمات کا فیصلہ کریں اگر قرآن میں صورتحال کے متعلق واضح احکام نہ ہوں تو حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ اور اگر پھر بھی وضاحت نہ ہو تو اجماع اور اجتہاد سے کام لیں۔ محکمہ انصاف کو رشوت ستانی سے پاک رکھنے کے لئے حضرت عمرؓ نے متعدد تدابیر اختیار کیں۔ آپ نے یہ قاعدہ وضع کیا کہ صرف صاحب حیثیت اور ذی مرتبہ لوگوں کو منصب قضا سونپا جائے۔ کیونکہ اگر قاضی دولت مند اور معزز ہوگا تو رشوت کی طرف راغب نہ ہوگا اور نہ ہی معزز آدمی یہ فیصلہ کرنے میں کسی کے رعب و دبدبے سے مرعوب ہوگا۔ علاوہ ازیں قاضیوں کی بیش قرار تنخواہیں مقرر کیں تا کہ ان میں رشوت لینے کا میلان ہی پیدا نہ ہو۔ چنانچہ قاضی شریح کی تنخواہ پانچ سو درہم ماہوار تھی۔ اسی طرح قاضیوں کو تجارت وغیرہ میں حصہ لینے کی اجازت نہ تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

اصول پابندی

حضرت عمرؓ کے اصل مقصد یعنی عدل وانصاف ومساوات کے سخت پابند تھے۔ اور قاضیوں کو عدل ومساوات کا سبق دینے کے لئے بعض اوقات فریق مقدمہ بن کر عدالت میں جاتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا ابی بن کعب سے جھگڑا ہو گیا۔ابی نے زید بن ثابت کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔حضرت عمرؓ عدالت میں مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوئے۔آپ کی آمد پر زید بن ثابتؓ نے تعظیم کی۔آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔آپ یہ کہہ کر اپنے فریق ابی کے ساتھ بیٹھ گئے۔مقدمہ شروع ہوا۔ابی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔اور حضرت عمرؓ کو دعویٰ سے انکار تھا۔ابی نے قاعدہ کے مطابق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی لیکن زید بن ثابتؓ نے آپؓ کے مرتبے کا خیال کرتے ہوئے ابی سے کہا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔حضرت عمرؓ یہ سن کر زید سے ناراض ہوئے اور فرمایا جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمرؓ دونوں برابر نہ ہوں اس وقت تک تم منصب قاضی کے اہل نہیں ہو سکتے۔

حضرت عمرؓ کے ایوان عدالت میں ادنیٰ واعلیٰ اور خویش وبیگانہ سب برابر تھے اور ان میں سے کوئی بھی قانون کی گرفت سے بچ نہ سکتا تھا۔چنانچہ آپ کے اپنے فرزند ابو شحمہ اور برادر نسبتی قدامہ بن مظعون بھی آپ کے احتساب سے نہ بچ سکے کہ شراب پینے کے جرم میں اسی اسی کوڑے لگوائے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے صیغہ عدالت کے لئے اس قدر سہل اور آسان اصول وآئین وضع کئے کہ کسی کو انصاف کے حصول میں ذرا بھی دقت نہ ہو۔اسی مصلحت کے پیش نظر آپ نے عدالت کے لئے مخصوص عمارتیں نہیں بنوائیں۔بلکہ قاضیوں کو تاکید

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کی کہ وہ مقدمات کی سماعت مساجد میں کریں۔ کیونکہ مسجد کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ تمام قاضیوں کو تاکید تھی کہ جب کوئی غریب شخص مقدمہ کا فریق بن کر آئے تو اس سے نرمی اور کشادہ روئی سے پیش آئیں تا کہ اظہار مدعا میں اس پر مطلق خوف کا اثر نہ ہو۔ غیر مسلم جو اپنے مقدمات کا فیصلہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق چاہتے ہو وہ مسلمان قاضیوں کے سامنے پیش ہونے سے مستثنٰی تھے، ان کے لئے علیحدہ مذہبی عدالتوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جن کے رکن اسی قوم کے مذہبی پیشوا ہوتے تھے۔ عدل وانصاف کے معاملے میں یہ خصوصیت تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

تحریری پیغام

حضرت قاضی شریح ۱۸ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ساٹھ سال سے زیادہ اس منصب پر فائز رہے۔ ان کے نام فاروق اعظمؓ کا درج ذیل فرمان انسان دوستی کی ایک سنہری دستاویز ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

''اگر تمہارے پاس ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن میں ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور کسی کو مجتہد کی رائے کی طرف دھیان نہ دو اور اگر مسئلہ ایسا ہو جس کا حل قرآن میں نہ ہو لیکن سنت میں نہ ہو تو اس کے مطابق عمل کرو اور قرآن وسنت دونوں میں موجود نہ ہو تو مستند وممتاز مجتہدوں کی رائے کا سہارا اور اگر انہوں نے بھی کوئی قانونی حل فراہم نہ کیا ہو تو تمہیں اختیار ہے خواہ اپنے اجتہاد سے کام لو خواہ مجھ سے رجوع کرلو میرا خیال ہے بہتر ہے کہ مجھ سے رجوع کرلو۔''

صیغۂ افتاء

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت کی طرح حضرت عمرؓ نے بھی روزمرہ کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

معاملات میں عوام کی رہنمائی کے لئے محکمہ افتاء قائم کیا۔ اور اس کے لئے نہایت لائق قانون دان فقہ کے ماہر مفتی مقرر کئے جو ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ جن کا فرض تھا کہ عوام کی دینی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کو متنازعہ مسائل کا حل بتائیں۔

حضرت عمرؓ نے افتاء کے لئے خاص لوگ نامزد کئے تاکہ ہر کس و ناکس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے۔ آپ نے جن لوگوں کو افتاء کی اجازت دی ان میں حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابوہریرہؓ اور ابودرداءؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے سوا کوئی اور شخص فتویٰ دینے کا مجاز نہ تھا۔

قاضیوں کی ذمہ داریاں

حدیث شریف میں آیا ہے:

من ولی القضاء فقد ذبح بغیر سکین

"جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔" (ابوداؤد کتاب القضاء)

اس حدیث کی بناء پر بعض صحابہ جو بہت زیادہ محتاط تھے، وہ سرے سے عہدہ قضاء ہی کو قبول نہیں کرتے تھے، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو قاضی مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا لیکن جن صحابہ کو اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار نہ تھا وہ بھی شدت کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے تھے۔ حضرت ابوالدرداءؓ، بیت المقدس کے قاضی تھے ایک بار انہوں نے لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں بنا سکتی، انسان کو صرف اس کا عمل مقدس بناتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ تم طبیب (قاضی) مقرر کئے گئے ہو، اگر تم سے لوگ شفایاب ہوں تو کیا کہنا ورنہ اگر جعلی طبیب ہو تو کسی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انسان کو مار کر دوزخ میں نہ داخل ہو، حضرت ابوالدرداءؓ پر اس خط کا یہ اثر پڑا کہ مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد فریقین واپس جاتے تھے تو احتیاطاً بلا کر دوبارہ اظہار لیتے تھے۔

عدل وانصاف

خلفاء مقدمات کے فیصلہ کرنے میں کسی قسم کی رعیت کو جائز نہیں رکھتے تھے ایک بار حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ کے یہاں خود فریق مقدمہ بن کر آئے تو انہوں نے ان کو اپنے پاس بٹھانا چاہا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ پہلا ظلم ہے جو تم نے کیا، میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔

ایک بار حضرت علیؓ کے یہاں ایک مہمان آیا اور انہوں نے اس کو کئی دن تک مہمان رکھا لیکن ایک دن جب وہ فریق مقدمہ ہو کر آیا اور ان کے سامنے حاضر ہوا تو بولے اب آپ تشریف لے جائے ہم فریق کو صرف فریق کے ساتھ ٹھہرا سکتے ہیں۔

ایک بار ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا، حضرت عمرؓ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا تو وہ بے ساختہ بول اٹھا آپ نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا۔

رشوت ستانی کی روک ٹوک

حضرت عمرؓ نے صیغہ عدالت قائم کیا تو رشوت ستانی کے انسداد کے لئے سخت بندشیں قائم کیں اور عام طور پر تمام حکام کو لکھ بھیجا۔

اجعلوا الناس عندکم فی الحق سواء قریبھم کبعیدھم وبعیدھم کقریبھم وایاکم والرشی

"انصاف میں تمام لوگوں کو برابر سمجھو، قریب وبعید میں فرق وامتیاز نہ کرو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور رشوت سے بچو۔"

اس کے ساتھ قضاء کی بیش قرار تنخواہیں مقرر کیں اور قاعدہ مقرر کیا کہ جو شخص معزز اور دولت مند نہ ہو وہ قاضی نہ مقرر کیا جائے اس کی وجہ یہ تھی کہ دولت مند رشوت کی طرف راغب نہ ہوگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے میں کسی کے رعب وداب کا اثر نہ پڑے گا۔

اعلانیہ رشوت خوری کے علاوہ بہت سے مخفی طریقے ہیں جن کے ذریعہ سے رشوت دی جاسکتی ہے مثلاً حکام کو اگر تجارت کی اجازت دی جائے تو وہ اس کے ذریعہ سے بہت کچھ ذاتی فوائد حاصل کر سکتے ہیں، ہدیہ بھی رشوت خوری کا ایک مہذب ذریعہ بن سکتا ہے اور بنتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان تمام طریقوں کا سدباب کیا چنانچہ قاضی شریح کو جب قضائت کے عہدے پر مامور کیا تو فرمایا:

لا تشترو ولا تبع ولا ترتش

"نہ کچھ خریدو، نہ کچھ بیچو اور نہ رشوت لو۔"

ہدیہ کی طرف ایک واقعہ کے اثر سے ان کی توجہ مبذول ہوئی، ایک شخص معمولاً ہر سال ان کی خدمت میں اونٹ کی ایک ران ہدیۃً بھیجا کرتا تھا ایک بار وہ فریق مقدمہ ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا تو کہا کہ امیر المومنین، ہمارے مقدمہ کا ایسا دوٹوک فیصلہ کیجیے جس طرح اونٹ کے ران کی بوٹیاں ایک دوسرے سے جدا کی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ اس ناجائز اشارے کو سمجھ گئے اور اسی وقت تمام عمال کو لکھ بھیجا کہ ہدیہ نہ قبول کرو کیونکہ وہ رشوت ہے۔

ماہرین فن کی شہادت

مقدمات میں شہادت کی توثیق واعتبار کا ایک بڑا ذریعہ یہ ہے کہ ماہرین فن کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

شہادت لی جائے یعنی جو امر کسی خاص فن سے تعلق رکھتا ہے، اسکے متعلق اس فن کے ماہرین کا اظہار لے کر فیصلہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس اصول پر نہایت کثرت سے عمل کیا، ایک بار حطیہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو کی اور اس نے دربار خلافت میں مقدمہ دائر کیا تو حضرت عمرؓ نے پہلے حسان بن ثابتؓ سے مشورہ لیا اس کے بعد حطیہ کو سزا دی۔

ایک بار ایک بیوہ عورت نے عدت کے دن گزار کے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا لیکن وہ پہلے سے حاملہ تھی اس لئے دوسرے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے زمانہ جاہلیت کی پراتم عورتوں کا اظہار لیا اور انہوں نے اس کی ایک ایسی معقول وجہ بیان کی جس سے عورت بے قصور ثابت ہوئی اس لئے حضرت عمرؓ نے بچہ کو پہلے شوہر کی طرف منسوب کیا اور دونوں میاں بی بی سے کہا "اس میں تمہارا کوئی قصور نہ تھا، ایک اور مقدمہ پیش ہوا جس میں دو شخص ایک بچے کے باپ ہونے کے مدعی تھے اس کی نسبت حضرت عمرؓ نے ایک قیافہ شناس کا اظہار لیا۔ (اسوۂ صحابہ حصہ دوم صفحہ ۶۲ بحوالہ موطا امام مالکؒ)

تحریری فیصلے

اس زمانہ کے تمدن کے لحاظ سے اگرچہ مقدمات کا فیصلہ نہایت سادہ طور پر کیا جاتا تھا، اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام مقدمات کے فیصلے لکھے جاتے تھے تاہم تفحص وجستجو سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اہم مقدمات کے فیصلے لکھے جاتے تھے جو آئندہ چل کر فریق مقدمہ کے کام آتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت رباب بن حذیفہؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے تین اولاد پیدا ہوئی، ان کے مرنے کے بعد وراثت کے متعلق نزاع ہوئی تو حضرت عمرؓ نے عصبہ کو وراثت دلوائی اور تحریر لکھوادی جس

www.iqbalkalmati.blogspot.com
www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں تین شخص یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور ایک اور شخص کے دستخط بطور شاہد کے ثبت تھے چنانچہ ایک موقع پر جب ان لوگوں میں نزاع ہوئی تو عبدالملک نے اسی تحریر کے مطابق فیصلہ کیا۔(ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی الولاء)

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے مقابلہ میں صفایائے نبوی کی نسبت جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی ایک شخص کے پاس لکھا ہوا محفوظ تھا۔

عوام پر مسلط نہ کرنے کا فیصلہ

حضرت عمرؓ تاریخ انسانی کے پہلے حاکم ہیں جنہوں نے ایسا فرمان جاری کیا کہ امراء و حکام عوام کے مالک نہیں ان کا عوام کے مال و جسم میں کوئی حصہ و حق نہیں ہے۔ پوری قوم آزاد ہے، اس کی ضمانت لی گئی ہے، سب کا مال محفوظ ہے، حکام صرف عوام کے معلم، امام اور خادم ہیں جن کا کام صالح عامہ کی رعایت وانجام دہی، انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد اور قوم وملت کی خدمت ہے۔ ان سب کاموں کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عدالت کے دروازے ہر شخص کے لئے بے دھڑک کھول دیئے اور سب کو یہ حق دے دیا کہ جس کو کسی حاکم و امیر یا کسی اور سے کوئی بھی شکایت ہو وہ بلا جھجک اپنی شکایت پیش کرے۔ پھر ایسا ہی ہوا اور جب بھی کسی حاکم کے خلاف کوئی مقدمہ پیش ہوا حضرت عمرؓ رعایا کی صف میں رہے، مسئلہ کی تحقیق کی، بحث و تمحیص کے بعد اگر مدعی حقدار نظر آیا تو اسے اس کا حق دلوا کر حاکم کو معزول کر دیا یا سزا سنائی یا مدعی کو خود بدلہ لینے کا پورا حق فراہم کر دیا اور اگر مدعی غلط نظر آیا اور یہ تحقیق ہوئی کہ رعایا خود ظالم ہے اور حاکم بے قصور ہے تو ایسے موقع پر انہوں نے منصف قاضی کا رول ادا کیا اور پوری طرح عدل وانصاف کیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بلکہ گورنروں اور والیوں کی مخبری اور تحقیق کے لئے ان کے اپنے ایک مخصوص کارندے تھے، محمد بن مسلمہ جنہیں ہمیشہ حضرت عمرؓ مختلف علاقوں کے سفر پر بھیجا کرتے تھے جہاں جا کر وہ لوگوں پر ہونے والے مظالم اور شکایتوں کی تحقیق کرتے اور ان کے مطلوبات و مرغوبات کے بارے میں معلوم کر کے ساری تفصیل حضرت عمرؓ کے گوش گزار کرتے۔ حضرت عمرؓ کو اپنے والیوں کے متعلق سب سے بڑا خطرہ جو تھا وہ یہ تھا کہ کہیں یہ لوگ ولایت کو رعایا کا مال حق سمجھ کر اڑانے اور ناحق خرچ کرنے کا ذریعہ بنا بیٹھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ان کی مالی حالت کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا کرتے تو اگر کسی کو دیکھتے کہ وہ مالدار ہو گیا ہے یا اس نے مال جمع کر رکھا ہے تو اس کا مال آدھا آدھا تقسیم کرتے، آدھا بیت المال میں ڈالتے اور آدھا اس کے پاس رہنے دیتے۔ ان کو یہ اندیشہ لاحق تھا کہ یہ والی حضرات کہیں اپنے اعزہ و اقارب کو عام رعایا پر ترجیح نہ دینے لگیں کہ پھر وہ اقارب ڈکٹیٹرانہ و آمرانہ رویہ اختیار کر کے لوگوں پر بے جا ظلم و زیادتی کرتے پھریں اور جو چاہیں کریں۔ حضرت عمرؓ ایسے لوگوں کو بڑی سخت سزائیں دیا کرتے۔

انصاف کی فراہمی

صحابی جلیل فاتح مصر سیدنا عمرو بن العاصؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ جب ان کے صاجزادے نے کسی مصری کو مارا تھا۔ تو سیدنا عمرؓ نے اس مصری کو بلا کر اس کو پورا حق قصاص برملا عطا فرمایا اور انصاف و عدل کی ایک نا قابل فراموش نظیر قائم کر دی اور پھر ایسا تاریخی جملہ فرمایا کہ فرانس کا انقلاب ہزار سال بعد بھی ویسا جملہ نہ دہرا سکا بلکہ ہم بھی اسے دوبارہ نہ کہہ سکے کہ "متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا" "تم

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا جب کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا؟

اس تاریخ ساز جملہ کی صرف یہ اہمیت نہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسا جملہ کہا نہ جاسکا بلکہ اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس کا کہنے والا کوئی عوامی لیڈر نہیں تھا جو منصب وزارت کا آرزو مند رہا ہو یا کرسی صدارت پر متمکن ہونے کا خواب دیکھ رہا ہو اور پھر وہ اس منصب کو غریب عوام کے گلوں میں چھری چلا کر اور ان کی گردنوں پر پیر رکھ کر حاصل کرلے بلکہ یہ جملہ اس ہستی کی زبان سے نکلا ہے جو اپنے وقت کا سب سے بڑا فرمانروا اور لشکر اسلام کا چیف کمانڈر تھا۔ کیا آپ نے کبھی ایسی خبر سنی ہے کہ کسی قوم کا فرمانروا کوئی قانون تجویز کرے جس پر عوام نہ بھڑکیں اور لیڈر بے چوں چرا صرف اس کو مان لینے اور تائید کرنے پر آمادہ ہو جائیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! مگر سیدنا عمرؓ کے زمانہ میں ایسا بار ہا ہوا ہے اور اس کی داستانیں صفحات تاریخ پر ثبت ہیں۔

ایک اہم فیصلہ

حضرت عمرؓ کا ایک اور کارنامہ جس کے بارے میں بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت اور اس ماحول میں اس کا تصور بھی نہ تھا بلکہ صدیوں بعد اس کی ابتداء ہوئی۔ یہ کارنامہ ان کی بصیرت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ وہ یہ کہ اس زمانہ میں دنیا میں کوئی ایسی حکومت نہ تھی جو صحراؤں اور جنگلوں کو اپنا مرکز بنائے اور ان کی باقاعدہ حفاظت کا اہتمام کرے، سیدنا عمرؓ نے ایسے زمانہ میں بھی اپنی عقل رسا سے آنے والے مستقبل کے ان زمانوں کو دیکھ لیا جن میں جنگلات کی حفاظت و پہرہ داری کو قابل فخر کارنامہ قرار دیا جا رہا تھا، چنانچہ سیدنا عمرؓ نے اس پورے علاقہ پر ایک نگران و پہرہ دار مقرر فرما دیا، وہاں کے درخت کاٹنے سے روک دیا، اور مخالفت کر کے درخت کاٹ کر لے جانے والے کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سزا یہ تجویز کردی کہ اس کا پھاوڑا اور رسی ضبط کر کے اسے اس کام سے روکا جائے۔

بھکاریوں کی حوصلہ شکنی

حضرت عمرؓ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے راستوں میں گھوم کر بھیک مانگنے پر روک لگا دیا، اور محتاج و مجبور مفلس لوگوں کا وظیفہ طے کر دیا جس سے وہ گزر بسر کرتے۔ یہ ایسا کارنامہ ہے جس پر ابھی کچھ دن پہلے ہی حکومتوں کی توجہ مبذول ہوئی ہے۔ نیز مکہ و مدینہ کے درمیانی علاقوں میں بچھڑ جانے والے مجبور انسانوں سے تعاون اور بھوکے پیاسوں کو آسودہ کرنے کے مقصد سے ایسے بہت سے مسافر خانے کھلوا دیئے جہاں سارا انتظام مفت تھا۔

حضرت عمرؓ نے نظام احتساب کی بنا ڈالی، ناپ تول میں کمی اور دھوکے سے سخت ممانعت فرمائی، ناپ تول میں ایک خاص توازن قائم فرمایا، عام گزرگاہوں اور شاہراہوں سے تکلیف دہ چیزیں دور کرائیں، شہروں کی صفائی ستھرائی پر خاص توجہ مبذول فرمائی اور سارے وہ کام انجام دیئے جو آج کل میونسپل کارپوریشن کی ذمہ داری سمجھے جاتے ہیں جبکہ اس زمانہ میں کسی بھی حکومت کو اس نظام کے بارے میں کوئی آگاہی نہ تھی۔

ان کا ایک عظیم ترین کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے کوفہ اور بصرہ جیسے عظیم تاریخی شہروں کی تاسیس کا کام انجام دیا۔ انہوں نے فراست کے نور سے آئندہ کے حالات دیکھ لئے تھے اور یہ اندازہ کر لیا تھا کہ آئندہ یہ شہر مرکزی حیثیت حاصل کر لیں گے اور علم و ادب کا مرکز ثابت ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان شہروں کی منصوبہ بندی بیسویں صدی کے ترقی یافتہ شہروں کے طرز پر فرمائی کہ سڑکوں کی چوڑائی ۴۰ گز سے ۳۰ گز تک رکھی اور عمارت دو منزل یا سہ منزل تک ہی بنانے کی اجازت دی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاکہ ہوا نہ بند ہو سکے، گویا حضرت عمرؓ عمارتوں کے بھی انجینئر تھے۔

بنجر زمینوں کی آبادی

حضرت عمرؓ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ وہ غیر مزروعہ زمین کو آباد کریں اور بنجرہ زمینوں کی کاشت کرائیں، چنانچہ انہوں نے شرعی قاعدہ کے مطابق بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے والے کو اس زمین کے مالکانہ حقوق سپرد فرما دیئے۔ ان کا مزاج یہ تھا کہ وہ اجتماعی مصالح کو ذاتی مصلحتوں پر ترجیح دیا کرتے تھے، گویا وہ ایک سوشلسٹ مصلح بھی تھے، چنانچہ انہوں نے حضرت بلال بن حارث مزنی سے وہ پورا قطعہ زمین لے لیا جو رسول اکرم ﷺ نے انہیں جاگیر دی تھی، کیونکہ حضرت بلالؓ اس کی کاشت پر قادر نہ تھے اور اسے یونہی بنجر و غیر آباد چھوڑ رکھا تھا اور اس ساری کارروائی میں حضرت عمرؓ نے اسلامی عدالت کے قواعد و اصول کو پیش نظر رکھا۔

زمینوں کی ملکیت کا فیصلہ

حضرت عمرؓ کی دانشمندی و خردمندی کا ایک نمونہ اس وقت سامنے آیا جب فتوحات کے دائرے وسیع سے وسیع تر ہوتے گئے اور سلطنت اسلامیہ بڑھتی گئی اور متعدد علاقے فتح ہوئے تو یہ مسئلہ سامنے آیا کہ یہ علاقے مال غنیمت ہیں اس لئے انہیں غازیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے مستقبل کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اگر شام و عراق و مصر کے یہ علاقے تقسیم کر دیئے گئے تو آنے والی نسلوں کے لئے کیا بچے گا؟ آئندہ آنے والا کیا کرے گا جب وہ دیکھے گا کہ ساری زمینیں تقسیم ہو کر وراثت میں منتقل ہوتی جا رہی ہیں؟ اس لئے انہوں نے سوچا کہ تقسیم کی رائے

www.iqbalkalmati.blogspot.com مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

نامناسب ہے مگر آپ کے اصحاب نے اس رائے کی تائید نہ کی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے جبروزور سے کام نہ لیا بلکہ شوریٰ کی میٹنگ طلب کی، مسئلہ رکھا گیا، سب نے تقسیم کی رائے دی اور موقف عمرؓ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ ان چیزوں سے ہمیں محروم کر کے انہیں وقف کرنا چاہتے ہیں جنہیں ہماری تلواروں کے طفیل اللہ نے ہمیں بخشا ہے، اور یہ چیزیں آپ ان کے لئے اور ان کے بیٹوں، پوتوں کے لئے روک رہے ہیں جو جنگ میں حاضر بھی نہ تھے، اس لئے ایسا کرنا بالکل غیر قانونی ہے۔

پھر ممبران شوریٰ نے مطالبہ کیا کہ یہ مسئلہ پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے چنانچہ اسلامی پارلیمنٹ کے ارکان مہاجرین وانصار جمع ہوئے، مسئلہ رکھا گیا، بحث ہوئی، پھر رائے شماری ہوئی تو اکثریت حضرت عمرؓ کے ساتھ نظر آئی، چنانچہ تقسیم سے روک دیا گیا، اور یہ زمینیں حکومت کی ملکیت میں رہیں اور خزانہ عام میں اضافہ کا سبب ثابت ہوئیں، کیونکہ تنہا کوفہ کی زمینوں کا ٹیکس حضرت عمرؓ کی وفات سے پہلے دسیوں لاکھ درہم تک پہنچ چکا تھا۔

امیر پر رعایا کے حقوق

حضرت اسود (بن یزید) کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس کوئی وفد آتا تو ان سے ان کے امیر کے بارے میں پوچھتے کہ کیا وہ بیمار کی عیادت کرتا ہے؟ کیا غلام کی بات سنتا ہے؟ جو ضرورت مند اس کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟ اگر وفد والے ان باتوں میں سے کسی کے جواب میں نہ کہہ دیتے تو اس امیر کو معزول کر دیتے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۲۶)

حضرت ابراہیمؒ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ کسی کو (کسی علاقہ کا) گورنر بناتے تھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اور اس علاقہ سے ان کے پاس وفد آتا تو حضرت عمرؓ ان سے (اس گورنر کے بارے پوچھتے کہ تمہارا امیر کیسا ہے؟ کیا وہ غلاموں کی عیادت کرتا ہے؟ کیا وہ جنازے کے ساتھ جاتا ہے؟ اس کا دروازہ کیسا ہے؟ کیا وہ نرم ہے؟ اگر وہ کہتے کہ اس کا دروازہ نرم ہے (ہر ایک کو اندر جانے کی اجازت ہے) اور غلاموں کی عیادت کرتا ہے تب تو اسے گورنر رہنے دیتے ورنہ آدمی بھیج کر اس کو گورنری سے ہٹا دیتے۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۲۶)

گورنروں کو ہدایات

حضرت عاصم بن ابی نجود کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ جب اپنے گورنروں کو (مختلف علاقوں میں گورنر بنا کر) بھیجا کرتے تو ان پر یہ شرطیں لگاتے کہ تم لوگ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا کرو گے اور چھنے ہوئے آٹے کی چپاتی نہیں کھایا کرو گے اور باریک کپڑا نہیں پہنا کرو گے اور حاجت مندوں پر اپنے دروازے بند نہیں کرو گے اگر تم نے ان میں سے کوئی کام کر لیا تو تم سزا کے حق دار بن جاؤ گے پھر رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ تھوڑی دور چلتے جب واپس آنے لگتے تو ان سے فرماتے میں نے تم کو مسلمانوں کے خون (بہانے) پر اور ان کی کھال (ادھیڑنے) پر اور انہیں بے آبرو کرنے پر اور ان کے مال (چھیننے) پر مسلط نہیں کیا بلکہ میں تمہیں۔ اس علاقہ میں) اس لئے بھیج رہا ہوں تاکہ تم وہاں کے مسلمانوں میں نماز قائم کرو اور ان میں ان کا مال غنیمت تقسیم کرو اور ان میں انصاف کے فیصلے کرو اور جب تمہیں کوئی ایسا امر پیش آجائے جس کا حکم تم پر واضح نہ ہو تو اسے میرے سامنے پیش کرو۔ ذرا غور سے سنو! عربوں کو نہ مارنا اس طرح تم ان کو ذلیل کرو گے ان کو اسلامی سرحد پر جمع کر کے وطن واپسی سے روک نہ دینا۔ اس طرح تم ان [illegible] میں ڈال دو گے اور ان

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کے خلاف ایسے جرم کا دعویٰ نہ کرنا جو انہوں نے کیا ہو اس طرح تم ان کو محروم کر دو گے اور قرآن کو احادیث وغیرہ سے الگ اور ممتاز کر کے رکھنا یعنی قرآن کے ساتھ حدیثیں نہ ملانا۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۸)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں حضرت عمرؓ اپنے گورنروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ حج کے موقع پر ان کے پاس آیا کریں جب سارے گورنر آجاتے تو عام مسلمانوں کو جمع کر کے فرماتے۔

اے لوگو! میں نے اپنے گورنر تمہارے ہاں اس لئے نہیں بھیجے کہ وہ تمہاری کھال ادھیڑیں یا تمہارے مال پر قبضہ کریں یا تمہیں بے عزت کریں بلکہ میں نے تو صرف اس لئے ان کو بھیجا ہے تا کہ تمہیں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنے دیں اور تمہارے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں، لہٰذا جس کے ساتھ اس کے خلاف کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور اپنی بات بتائے۔

چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے گورنروں کو جمع کر کے لوگوں میں یہی اعلان کیا تو صرف ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے فلاں گورنر نے مجھے ظلماً سو کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس (گورنر سے) کہا تم نے اسے کیوں مارا؟ اور اس آدمی سے کہا اٹھو اور اس گورنر سے بدلہ لے۔ اس پر حضرت عمرو بن عاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا اگر آپ نے اس طرح گورنروں سے بدلہ لینا شروع کر دیا تو پھر آپ کے پاس بہت زیادہ شکایات آنے لگ جائیں گی اور یہ گورنروں سے بدلہ لینا ایسا دستور بن جائے گا۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۳)

مفلوک الحال گھرانے کی امداد

حضرت اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حاضر ہوا۔ اور ایک انصاری گھرانے کی مفلوک الحالی کا تذکرہ کیا۔ حقیقتاً یہ گھرانہ تنگ دستی اور بے سروسامانی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ مالی تعاون کے مستحق ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسید تم اس وقت آئے جب ہم سب کچھ راہ اللہ میں خرچ کر چکے ہیں۔ آئندہ جب بھی ہمارے پاس کہیں سے مال آئے تو مجھے یاد دلانا انشاء اللہ ان کی پوری مدد کی جائے گی۔ کچھ ہی عرصہ بعد خیبر سے وافر مقدار میں مال آ گیا، آپ نے مستحق مسلمانوں میں اسے تقسیم کیا اور خاص کر اس گھرانے کی دل کھول کر مدد کی جس کی نشاندہی حضرت اسیدؓ نے کی تھی۔

حضرت اسید رضی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس گھرانے کی آسودہ حالی دیکھی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی، بے ساختہ میری زبان سے نکلا یا رسول ﷺ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: اے خاندان انصار تمہیں بھی اللہ جزائے خیر عطا فرمائے جب سے میرا آپ لوگوں سے تعارف ہوا ہے میں نے تمہیں پاک دامن اور بہت زیادہ صبر و تحمل کرنے والا پایا ہے۔ لیکن تم میرے بعد دیکھو گے کہ انصار کی نسبت دیگر لوگوں سے اچھا سلوک برتا جائے گا لیکن تم میری ملاقات تک صبر کرنا یہ ملاقات انشاء اللہ حوض کوثر پر ہوگی۔ (حیات الصحابہ)

معاشی ضرورتوں کی تکمیل

عامۃ الناس کی معاشی ضرورتوں کی تکمیل اسلامی حکومت کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ اس کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خطبہ نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے قادسیہ کی فتح کی خوشخبری سنانے کے بعد عوام کے سامنے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

"انی حریص علی ان لاادی حاجۃ الخ"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

"میں چاہتا ہوں کہ کسی محتاج کی کوئی حاجت باقی نہ رہے۔"

میری مملکت کے ہر ہر فرد کی ہر قسم کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ بھوکے کو روٹی، بے خانماں کو مکان اور ننگے کو کپڑے پہنچائے، ہم پر لازم ہے کہ رعایا کو خوشحال کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں یہ نہ ہو کہ حکومت بھی قائم ہو اور غربت و افلاس بھی عوام کو تنگ دستی کی چکی میں پیستی رہے۔ (از اسلام کا نظریہ مملکت صفحہ ۱۰)

غربت کا خاتمہ

کتاب الخراج میں ہے کہ ایک موقع پر معاشی تنگدستی کا حال سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اما واللہ لئن بقیت لا راملِ الی اھل العراق لا دعنھم لا یفتقرون الی امیر بعدی"

اللہ کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو عراق کی بیواؤں کو ایسا کر جاؤں گا کہ میرے بعد وہ کسی امیر کے پاس حاجت مند بن کر پیش نہ ہوں۔ (کتاب الخراج صفحہ ۲۷)

اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے رعایا کے حقوق بلا تفریق مذہب تمام لوگوں کو عطا کئے خلفاء راشدین کے دور میں کفالت عامہ کی ذمہ داری صرف مسلمانوں شہریوں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ غیر مسلم عوام کی معاشی ضروریات کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ اس کا اندازہ حضرت عمرؓ کے اس خطبہ سے کیا جا سکتا ہے جو آپؓ نے قادسیہ کی فتح کی خوشخبری سنانے کے بعد عوام کے سامنے دیا تھا۔

ایک معذور کے اخراجات

حضرت عمر بن خطابؓ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سائل بھیک مانگ رہا ہے۔ یہ ایک بوڑھا آدمی تھا، جس کی بصارت ضائع ہو چکی تھی۔ آپ نے پیچھے سے اس کے بازو کو ٹھوکا اور پوچھا تم کون ہو اور تم کو ایسی حالت کیوں پیش آئی؟ اس نے کہا میں یہودی ہوں، ضرورت مندی اور جزیہ کی ادائیگی نے مجھے بھیک مانگنے پر مجبور کیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے۔ گھر لا کر اس کو اتنا کچھ دیا کہ جو اس وقت کی ضروریات کے لئے کافی تھا۔ پھر آپ نے بیت المال کے نگران کو بلوا کر کہا اس کا اور اس جیسے دوسرے تمام افراد کا جزیہ ساقط کر کے ان کا خیال رکھو اور فرمایا!

اللہ کی قسم یہ انصاف نہیں کہ ہم ان کی جوانی کی کمائی کھائیں اور انہیں بڑھاپے میں بے سہارا چھوڑ دیں۔" (کتاب الخراج صفحہ ۱۵۰)

عام لوگوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے اعلان کر رکھا تھا:

"ومن اراد ان یسال عن المال فلیاتنی فان اللہ جعلنی خازناً وقاسماً"

"جو مال مانگنا چاہے وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ نے مجھے ان کے مال کا تقسیم کنندہ اور خزانچی بنایا ہے۔" (ابن جوزی سیرۃ عمرؓ بن خطاب)

رعایا کی خوشحالی

رعایا کی مجموعی حالت کے بارے میں خلفاء ہمیشہ پریشان رہتے تھے۔ ان کا منشا یہ تھا کہ پوری ریاست کا ہر فرد اعلیٰ معیار زندگی سے بہرہ ور ہو۔ حضرت محمد ﷺ کے آخری دور میں غربت اور تنگ دستی کے خاتمے کے بعد جب مسلمانوں کو خوشحالی میسر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آئی تو اس خطرہ سے کہ ریاستوں کی آمدنی کا اکثر حصہ چند خاندانوں تک ہی محدود نہ ہو جائے، لہٰذا اعلیٰ معاشی اصول قائم فرمائے۔ حضرت محمد ﷺ کے صحبت یافتہ خلفاء بھی کسی صورت میں معاشی عدم توازن کو برداشت نہ کرتے تھے۔ وہ جس علاقے کو اسلام کی روشنی سے بہرہ ور کرتے وہاں کی تمام ضروریات کا سب سے پہلے خیال کرتے۔ ان کا مقصد ہر علاقے سے مال غنیمت حاصل کرنا ہی نہیں تھا۔ بلکہ دنیا بھر کے مظلوموں اور ستم رسیدہ اقوام کو خوشحالی اور فراخی عطا کرنا تھا۔ ان کے کسی عمل سے ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا کہ انہوں نے معاشی رعایتوں کے معاملے میں کبھی مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کی ہو، وہ مجموعی طور پر مملکت کے لوگوں کی حالت کا خیال رکھتے تھے جب کہیں سے انہیں اطلاع ملتی کہ وہاں لوگ معاشی تنگ دستی میں مبتلا ہیں وہ بے چین ہو جاتے، تاریخ کے اوراق پر ایسے درخشندہ واقعات بھی رقم ہیں، جن کا مطالعہ کر کے انسان رعایا پروری و معاشی اصلاح کے بے مثال کارناموں پر ششدر رہ جاتا ہے۔

رعایا پروری کا عمل

ایک حدیث میں حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے:

"مامن امتی حدولی عن امر الناس شیاً لم یحفظھم بما حفظہ بہ نفسہ واھلہ الا لم یجد ریح الجنۃ"

(طبرانی، بحوالہ مجمع الزوائد، جلد ۵)

"میری امت میں سے کوئی شخص لوگوں کے معاملات کا نگران بنا اور اس نے ان کے معاملات کی اس طرح حفاظت نہ کی جس طرح اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہے تو جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رعایا کے مسائل سے واقفیت

بائیس لاکھ مربع میل کی وسیع و عریض مملکت میں کئی علاقے ایسے تھے جن کے بارے میں حضرت عمرؓ کو مکمل حالات جاننے میں کافی دشواری پیش آتی تھی۔ فتوحات میں وسعت کے ساتھ ساتھ آپ میں رعایا کے ہر طبقے کے مسائل معلوم کرنے کی خواہش اتنی شدید ہوگئی تھی کہ وہ تمام صوبوں کی طرف قاصد روانہ کر کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو اس بات کا اتنا احساس تھا کہ میری رعایا میں ایک چھوٹی سی بستی بھی ایسی نہ رہ جائے جہاں میں عدل وانصاف مہیا نہ کرسکوں، مبادا کوئی قوم ظلم وجبر کی چکی کے نیچے پستی رہے اور عمرؓ اس سے بے خبر ہو۔

طبری کے بیان کردہ ایک واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کے آخری سالوں میں آپ کا یہ احساس اتنا شدید ہوگیا تھا کہ آپ نے پورے ملک کے سرکاری دورے کا وسیع پروگرام بنالیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا۔

"اگر میں زندہ رہا تو۔ (انشاءاللہ) ایک سال تک اپنی رعایا کے علاقوں کا دورہ کروں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ عوام کی بعض ضروریات ایسی ہیں جن کی خبر مجھ تک پہنچ نہیں پاتی۔ ان کے مقامی حاکم مجھے ان کی ضروریات سے باخبر نہیں رکھتے اور خود وہ لوگ مجھ تک پہنچ نہیں سکتے۔ میں پہلے شام جاؤں گا اور وہاں دو ماہ قیام کروں گا، پھر الجزیرہ جاؤں گا، وہاں دو ماہ ٹھہروں گا، پھر مصر جاؤں گا، وہاں بھی دو ماہ قیام کروں گا، پھر بحرین جاؤں گا اور دو ماہ وہاں ٹھہروں گا، پھر کوفہ جاؤں گا اور دو مہینہ قیام کروں گا، پھر بصرہ جاؤں گا اور وہاں دو ماہ قیام کروں گا۔ اللہ کی قسم! یہ سفر کتنا اچھا ہوگا۔"

(طبری صفحہ ۲۷۳۸ مطبوعہ مصر)

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مگر اس فرمان کے آٹھ ماہ بعد شہادت نے آپؓ کو اس پروگرام پر عمل پیرا نہ ہونے دیا۔

حضرت عمرؓ اپنے ماتحت حکام کو بھی لوگوں کی ضروریات کا احساس دلاتے رہتے تھے۔ بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ جب ایک وفد کے ساتھ مدینہ آئے تو آپ نے ان کو فرمایا:

"الا واوسعوا الناس فی بیوتھم واطعموا اعیالھم"

(طرطوشی سراج الملوک صفحہ ۱۰۹ مطبع خیریہ مصر)

"سنو! لوگوں کے گھروں میں ان کے لئے فراخی کا سامان پیدا کرو اور ان کے متعلقین کو راحت دینے کا انتظام کرو۔"

قحط کے دوران کا فیصلہ

حضرت اسلمؓ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت میں یارا کھ یعنی ہلاکت کا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہو گئے تھے) تو ہر طرف سے عرب جمع کر مدینہ منورہ آ گئے حضرت عمرؓ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا۔ ان لوگوں میں حضرت یزید بن اخت نمرہ حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ تھے۔ شام کو یہ حضرات حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثنیۃ الوداع کے شروع سے لے کر راتج قلعہ، بنو حارثہ، بنو عبدالاشہل بقیع

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اور بنو قریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے اور ان میں سے کچھ بنو سلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے بہر حال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمرؓ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں انکی گنتی کرو چنانچہ ان کی گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہو گئے تو حضرت عمرؓ کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمرؓ کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرما دیا۔ جب خوب بارش ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں میں جو ان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف واپس بھیج دیں اور انہیں زادِ راہ اور دیہات تک جانے کے لئے سواریاں بھی دیں، اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمرؓ بھی انہیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے۔ ان قحط زدہ لوگوں میں موتیں بھی بہت ہوئی تھیں میرے خیال میں ان میں سے دو تہائی لوگ مر گئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے حضرت عمرؓ کی بہت ساری دیگیں تھیں پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے پھر صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے حضرت عمرؓ کے کہنے پر بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطور سالن کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ڈال دیا جاتا (چونکہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لئے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہو جاتا تھا قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمرؓ نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۱۶)

حضرت فراس دیلمیؒ کہتے ہیں حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر سے جو اونٹ بھیجے تھے ان میں سے حضرت عمرؓ روزانہ بیس اونٹ ذبح کر کے اپنے دسترخوان پر لوگوں کو کھلاتے تھے۔ (کنزالعمال جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

رعایا پروری کی مثال

حضرت اسلمؒ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ ایک رات گشت کر رہے تھے تو ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے گھر کے درمیان میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے اردگرد بچے رو رہے تھے اور ایک دیگچی پانی سے بھر کر آگ پر رکھی ہوئی تھی حضرت عمرؓ نے دروازے کے قریب آ کر کہا اے اللہ کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس عورت نے کہا بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ رونے لگے پھر جس گھر میں صدقے کا مال رکھا ہوا تھا وہاں آئے، ایک بورا لے کر اس میں کچھ آٹا، چربی، گھی، کھجوریں، کچھ کپڑے اور درہم ڈالے یہاں تک کہ وہ بورا بھر گیا، پھر کہا اے اسلم! یہ بورا اٹھا کر میرے اوپر رکھ دو میں نے کہا اے امیرالمومنین! آپ کی جگہ میں اٹھا لیتا ہوں حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا اے اسلم! تیری ماں مرے! میں ہی اسے اٹھاؤں گا کیونکہ آخرت میں ان کے بارے میں مجھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سے ہی پوچھا جائے گا چنانچہ حضرت عمرؓ خود ہی اسے اٹھا کر اس عورت کے گھر لائے اور دیگچی لے کر اس میں آٹا اور چربی اور کھجوریں ڈالیں اور آگ پر اسے رکھ کر خود ہی اسے اپنے ہاتھ سے ہلانے لگ گئے اور دیگچی کے نیچے (آگ میں پھونک مارنے لگ گئے میں کتنی دیر دیکھتا رہا کہ دھواں حضرت عمرؓ کی داڑھی کے درمیان سے نکل رہا ہے یہاں تک کہ ان کے لئے کھانا پک گیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے کھانا ڈال کر ان بچوں کو کھلانے لگے۔ یہاں تک کہ بچوں کا پیٹ بھر گیا۔ پھر گھر سے باہر آ کر گھٹنوں کے بل تواضع سے بیٹھ گئے لیکن مجھ پر ایسا رعب طاری ہوا کہ میں ڈر کے مارے ان سے بات نہ کر سکا حضرت عمرؓ ایسے ہی بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے کھیل کود میں لگ کر ہنسنے لگے تو حضرت عمرؓ اٹھے اور کہنے لگے اے اسلمؓ! تم جانتے ہو میں بچوں کے سامنے کیوں بیٹھا؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں ان بچوں کو ہنستے ہوئے دیکھے بغیر ہی چھوڑ کر چلا جاؤں۔ جب وہ ہنسنے لگا تو میرا جی خوش ہو گیا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۱۵ بحوالہ حیات الصحابہ حصہ دوم)

دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آیا اور انہوں نے عیدگاہ میں قیام کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کر ہم دونوں اس قافلہ کا چوروں سے پہرہ دیں؟ (انہوں نے کہا ٹھیک ہے) چنانچہ یہ دونوں حضرات رات بھر قافلہ کا پہرہ بھی دیتے رہے اور باری باری نماز بھی پڑھتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

انہوں نے جا کر اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر اور اپنے بچے کا خیال کر اور پھر حضرت عمرؓ اپنی جگہ واپس آ گئے پھر بچے کے رونے کی آواز سنی تو حضرت عمرؓ نے جا کر دوبارہ اس کی ماں کو وہی بات کہی اور پھر واپس آ گئے جب رات ہوئی تو پھر انہوں نے اس بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں سے کہا تیرا بھلا ہو! میرا خیال ہے کہ تو بچے کے حق میں بری ماں ہے، کیا بات ہے تیرا بیٹا رات آرام نہ کر سکا؟ اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! آج رات تو (بار بار آ کر) تم نے مجھے تنگ کر دیا۔ میں بہلا پھسلا کر اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں لیکن یہ مانتا نہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا تم اس کا دودھ کیوں چھڑانا چاہتی ہو؟ اس عورت نے کہا کیونکہ حضرت عمرؓ اس بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جو دودھ چھوڑ چکا ہو۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا اس بچے کی عمر کیا ہے؟ اس عورت نے کہا اتنے مہینے کا، حضرت عمرؓ نے کہا تیرا بھلا ہو! اس کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کر (پھر آپ وہاں سے واپس آ گئے) اور فجر کی نماز پڑھائی اور نماز میں بہت روئے زیادہ رونے کی وجہ سے ان کا قرآن لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا عمرؓ کے لئے ہلاکت ہو! اس نے مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے کہ عمرؓ نے اصول یہ بنایا کہ دودھ چھڑانے کے بعد بچے کو وظیفہ ملے گا اس وجہ سے نامعلوم کتنے بچوں کا دودھ قبل از وقت چھڑایا گیا ہوگا اور بچوں کو تکلیف ہوئی ہوگی) پھر اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ خبردار! تم اپنے بچوں کا جلدی دودھ نہ چھڑاؤ کیونکہ ہم دودھ پیتے مسلمان بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے اور تمام علاقوں میں بھی (اپنے گورنروں کو) یہ لکھوا بھیجا کہ آئندہ ہر دودھ پیتے مسلمان بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے۔ (طبقات ابن سعد حیات الصحابہ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مال کی کثرت کا فیصلہ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ کا معمول یہ تھا کہ وہ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کی خاطر بیٹھ جاتے۔ جس کو کوئی ضرورت ہوتی تو وہ ان سے بات کر لیتا اور اگر کسی کو کوئی ضرورت نہ ہوتی تو کھڑے ہو جاتے ایک مرتبہ انہوں نے لوگوں کو بہت سی نمازیں پڑھائیں لیکن کسی نماز کے بعد بیٹھے نہیں میں ان کے دربان سے کہا اے یرفا! کیا امیر المومنین کو کوئی تکلیف یا بیماری ہے؟ اس نے کہا نہیں امیر المومنین کو کوئی تکلیف یا بیماری نہیں ہے میں وہیں بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت عثمان بن عفانؓ بھی تشریف لے آئے وہ بھی آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں یرفا باہر آیا اور اس نے کہا اے ابن عفانؓ اے ابن عباسؓ! آپ دونوں اندر تشریف لے چلیں چنانچہ ہم دونوں حضرت عمرؓ کے پاس اندر گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے مال کے بہت سے ڈھیر رکھے ہوئے ہیں اور ہر ڈھیر پر کندھے کی ہڈی رکھی ہوئی تھی (جس پر کچھ لکھا ہوا تھا) اس زمانے میں کاغذ کی کمی کی وجہ سے ہڈیوں پر بھی لکھا جاتا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے تمام اہل مدینہ پر نگاہ ڈالی تو تم دونوں ہی مجھے مدینہ میں سب سے بڑے خاندان والے نظر آئے ہو یہ مال لے جاؤ اور آپس میں تقسیم کر لو اور جو بچ جائے وہ واپس کر دینا۔ حضرت عثمانؓ نے تو لپ بھر کر لینا شروع کر دیا لیکن میں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا کہ اگر کم پڑ گیا تو آپ ہمیں اور دیں گے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے نا پہاڑ کا ایک ٹکڑا۔ یعنی ہے نا اپنے باپ عباس کا بیٹا (کہ ان کی طرح جری سمجھدار اور ہوشیار ہے) کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہیں تھا جب حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ (فقر و فاقہ کی وجہ سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

کمال کمایا کرتے تھے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم! جب حضرت محمد ﷺ زندہ تھے تو یہ سب کچھ اللہ کے پاس تھا لیکن اگر اللہ ان کو یہ سب کچھ دیتے تو وہ کسی اور طرح تقسیم کرتے جس طرح آپ کرتے ہیں اس طرح نہ کرتے۔ اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آ گیا اور فرمایا اچھا کس طرح تقسیم کرتے؟ میں نے کہا خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ اونچی آواز سے رونے لگ پڑے جس سے ان کی پسلیاں زور زور سے ہلنے لگیں پھر فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس خلافت سے برابر چھوٹ جاؤں، نہ اس پر مجھے کچھ انعام ملے اور نہ میری پکڑ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے چمڑے کے دسترخوان پر سونا پڑا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا آؤ اور یہ سونا اپنی قوم میں تقسیم کردو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اور مال اپنے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ سے دور رکھا اور مجھے دے رہے ہیں اب اللہ ہی زیادہ جانتے ہیں کہ مجھے یہ مال خیر کی وجہ سے دیا جا رہا ہے یا شر کی وجہ سے پھر فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ مال اس وجہ سے دور نہیں رکھا کہ ان دونوں کے ساتھ شر کا ارادہ تھا اور مجھے اس وجہ سے نہیں دے رہے ہیں کہ میرے ساتھ خیر کا ارادہ ہے (بلکہ معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے) (حیات الصحابہ دوم صفحہ ۲۲۵)

موجودہ مال کی تقسیم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے بلانے کے لئے میرے پاس ایک آدمی بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے اندر سے ان کے زور سے رونے کی آواز سنی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نے گھبرا کر کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ سورۃ بقرہ ۲ ۔ آیت ۱۵۶) (جس کی وجہ سے اتنے زور سے رو رہے ہیں) میں نے اندر جا کر ان کا کندھا پکڑ کر کہا اے امیر المومنین پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں انہوں نے کہا نہیں ۔ پریشان ہونے کی بات ہے اور ہاتھ پکڑ کر دروازے کے اندر لے گئے میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اوپر نیچے بہت سے تھیلے رکھے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا اب خطاب کی اولاد کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہی ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میرے دونوں ساتھیوں یعنی نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو بھی یہ مال دے دیتے اور وہ دونوں اسے خرچ کرنے میں جو طریقہ اختیار کرتے میں بھی اسے اختیار کرتا میں نے کہا آئیں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ اسے کیسے خرچ کرنا ہے چنانچہ ہم لوگوں نے امہات المومنین (حضور ﷺ کی ازواج مطہرات) کے لئے چار چار ہزار اور مہاجرین کے لئے چار چار ہزار اور باقی لوگوں کے لئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے اور یوں وہ سارا مال تقسیم کر دیا ۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)

رعایا کے ساتھ شفقت

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ ایک سخت گرم دن میں سر پر چادر رکھے ہوئے باہر نکلے ان کے پاس سے ایک جوان گدھے پر گزرا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے جوان! مجھے اپنے ساتھ بٹھا لے وہ نوجوان کود کر گدھے سے نیچے اترا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ سوار ہو جائیں حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں پہلے تم سوار ہو جاؤ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں گا تم مجھے نرم جگہ بٹھانا چاہتے ہو اور خود سخت جگہ بیٹھنا چاہتے ہو چنانچہ وہ جوان گدھے پر آگے بیٹھا اور حضرت عمرؓ اس کے پیچھے آپ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور سب لوگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آپ کو دیکھ رہے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ دوم صفحہ ۷۰۹)

حضرت سنان بن سلمہ ہذلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ نکلا اور ہم مدینہ میں گری ہوئی ادھ کچری کھجوریں چننے لگے کہ اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ کوڑا لئے ہوئے آگئے جب لڑکوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب کھجوروں کے باغ میں ادھر ادھر بکھر گئے لیکن میں وہیں کھڑا رہا اور میری لنگی میں کچھ کھجوریں تھیں میں نے وہاں چنی تھیں میں نے کہا اے امیر المومنین یہ کھجوریں وہ ہیں جو ہوا سے نیچے گری ہیں۔ (یعنی میں نے درخت سے نہیں توڑی ہیں) حضرت عمرؓ نے لنگی میں رکھی ہوئی ان کھجوروں کو دیکھا اور مجھے نہ مارا میں نے کہا اے امیر المومنین میں گھر جانا چاہتا ہوں راستے میں آگے لڑکے کھڑے ہیں جو میری یہ تمام کھجوریں چھین لیں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ میرے ساتھ میرے گھر تک آئے۔ (حیاۃ الصحابہ دوم صفحہ ۷۱۰ بحوالہ طبقات ابن سعد)

حضرت مالکؒ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ جب مکہ سے مدینہ واپس آتے تو مدینہ سے پہلے معرس مسجد ذو الحلیفہ میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے سوار ہوتے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوتے راوی کہتے ہیں میں نے کہا کیا حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اپنے پیچھے تواضع کے خیال سے بٹھایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا تواضع کے خیال سے بھی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے اس کا بھی فائدہ ہو جائے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اور بادشاہوں جیسے نہ ہوں کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے بٹھاتے نہیں پھر وہ بتانے لگے کہ اب تو لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

خود سوار ہو جاتے ہیں اور غلام اور لڑکوں کو اپنے پیچھے پیدل چلاتے ہیں یہ بہت ہی عیب کی بات ہے۔ (ایضاً حیاۃ الصحابہ بحوالہ بیہقی و کنز العمال)

حضرت میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں مجھے ہمدانی نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ آپ خچر پر سوار ہیں اور ان کا غلام نائل ان کے پیچھے بیٹھا ہے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔

حضرت عبداللہ رومیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ رات کو اپنے وضو کا انتظام خود کیا کرتے تھے کسی نے ان سے کہا اگر آپ اپنے کسی خادم سے کہہ دیں تو وہ انتظام کر دیا کرے گا حضرت عثمانؓ نے فرمایا رات ان کی اپنی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں حضرت ابوبکرؓ تاجر آدمی تھے روزانہ صبح جا کر خرید و فروخت کیا کرتے ان کا بکریوں کا ایک ریوڑ بھی تھا جو شام کو ان کے پاس واپس آتا کبھی اس کو چرانے خود جاتے اور کبھی کوئی اور چراتے جاتا اپنے محلے والوں کی بکریوں کا دودھ بھی نکال دیا کرتے تھے جب خلیفہ بنے تو محلے کی ایک لڑکی نے کہا (اب تو حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے ہیں لہٰذا) ہمارے گھر کی بکریوں کا دودھ اب تو کوئی نہیں نکالا کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر فرمایا نہیں۔ میری عمر کی قسم! میں آپ لوگوں کے لئے دودھ ضرور نکالا کروں گا اور مجھے امید ہے کہ خلافت کی ذمہ داری جو میں نے اٹھائی ہے یہ مجھے ان اخلاق کریمانہ سے نہیں ہٹائے گی جو پہلے سے مجھ میں ہیں۔ چنانچہ خلافت کے بعد بھی محلے والوں کا دودھ نکالا کرتے تھے اور بعض دفعہ از راہ مذاق محلے کی لڑکی سے کہتے اے لڑکی! تم کیسا دودھ نکلوانا چاہتی ہو؟ جھاگ والا یا بغیر جھاگ کے؟ کبھی وہ کہتی جھاگ والا کبھی کہتی بغیر جھاگ کے بہرحال جیسے وہ کہتی ویسے یہ کرتے۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ دوم صفحہ ۱۷۱)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خواتین سے متعلق فیصلہ

خلیفہ ثانی عمر فاروقؓ نے خطبہ دیا۔انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی اور پھر کہا کہ عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کرو۔اور جب بھی مجھے کسی کے بارے میں یہ اطلاع ملے گی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی مہر (تقریبا ۴۰۰ درہم) سے زیادہ مہر مقرر کیا ہے تو میں اس زیادتی کو لے کر بیت المال میں جمع کردوں گا۔اس کے بعد وہ منبر سے اترے تو قریش کی ایک عورت ان کے سامنے آئی۔اس نے کہا:"اے امیر المومنین اللہ کی کتاب زیادہ قابل اتباع ہے یا آپ کا قول؟"(کتاب اللہ احق ان یتبع ام قولک)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی کتاب۔مگر یہ بات تو نے کس لئے کہی؟ عورت نے کہا آپ نے ابھی لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ عورتوں کے مہر زیادہ نہ باندھیں۔حالانکہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔"واتیتم احدھن قنطارا فلاتا خذوا منه شیا "(سورۃ نساء ۴۔آیت ۲۰) یعنی اگر تم نے ان میں سے کسی کو ڈھیر سا مال دیا ہے تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔حضرت عمرؓ نے کہا ہر شخص عمر سے زیادہ عالم ہے۔(کل احد افقه من عمر)اس جملہ کو تین بار فرمایا۔اس کے بعد دوبارہ منبر کی طرف لوٹے اور کہا میں نے تم کو عورتوں کا مہر زیادہ باندھنے سے منع کیا تھا اب ہر آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے کرے۔حضرت عمرؓ نے مزید کہا کہ مہر اگر آخرت میں فخر اور بڑائی کی چیز ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں اور آپ کی عورتیں اس کی زیادہ مستحق تھیں۔(لو کان المھر مناء ورفعة فی الآخرة کان بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونساء ہ وامن بذلک)۔

(کنز العمال جلد ۸)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

معاملات میں رجسٹرڈ کرنا

ابن سعد اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے یہاں سے آٹھ لاکھ درہم لے کر مدینہ آئے۔ صبح کی نماز کے بعد عمرؓ نے لوگوں سے کہا: رات میرے پاس وہ مال آیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے اب تک اتنا مال کبھی نہیں آیا۔ میری رائے ہے کہ میں اس کو کیل سے ناپ ناپ کر لوگوں میں تقسیم کروں۔ اس معاملہ میں تم لوگ اپنی رائے۔ (فاشیروا علی) عثمانؓ نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمام لوگوں کے لئے مال کثیر کی ضرورت ہوگی اور لوگوں کا شمار نہ کیا جائے جس سے یہ پہچان ہوجائے کہ کس نے لیا اور کس نے نہیں لیا تو اندیشہ ہے کہ یہ کام منتشر ہوجائے۔" یہ سن کر ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا: اے امیر المومنین میں ملک شام گیا وہاں کے بادشاہوں کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے رجسٹر بنائے ہیں اور اس کام پر کارندے مقرر کئے ہیں اس لئے آپ بھی رجسٹر اور کارندے مقرر کیجیے۔ عمرؓ نے اس مشورہ کو مان لیا اور عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل، جبیر بن مطعم کو رجسٹر تیار کرنے پر متعین فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، جلد جلد ۳، صفحہ ۲۱۴)

پاگل کا فیصلہ

ایک پاگل عورت مرتکب زنا ہوئی۔ لوگوں نے اس کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے رجم کا حکم دیا لوگ اس کو سنگسار کرنے کے لئے لے جارہے تھے کہ حضرت علیؓ آگئے اور واقعہ معلوم ہونے پر کہا کہ "اس کو واپس لے چلو" حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے اور کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پاگل مرفوع القلم ہے۔ پھر اس کو کیوں سنگسار کرتے ہیں؟ انہوں نے اس کو رہا کر دیا اور غلغلہ تکبیر بلند کیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

رحم وشفقت

اخلاقی کتابوں میں بادشاہ کو رعایا کا باپ کہا گیا ہے لیکن دنیائے قدیم میں کتنے مسند آرائے سریر سلطنت گزرے ہیں اور دنیائے جدید میں کتنے مدعیان تخت وتاج ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا ہے؟ لیکن صحابہ کرام نہ صرف مجازاً بلکہ حقیقتاً ان بچوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے تھے اور ان سے دائمی اطاعت کا خاموش معاہدہ لیتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کو بچے دیکھتے تو دوڑ کر کہتے۔ "اے باپ" وہ محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، چھوکریاں کہتیں کہ آپ ہماری بکریوں کا دودھ کیوں نہیں دوہتے؟ وہ دودھ دوہ دیتے۔ اور کہتے کہ اگر ضرورت ہو تو چرا بھی لاؤں۔" مدینہ کے کسی گوشہ میں ایک بڑھیا رہتی تھی، وہ رات کو جاتے اس کی ضروریات انجام دے آتے۔ جاڑوں کے دن میں چادریں خرید کر مدینہ کی بیواؤں میں تقسیم فرماتے۔

حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو ان کی قدیم شدت وجلالت کے تصور سے تمام صحابہ کانپ اٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی، تو ایک عام مجمع کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختیوں سے گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عمر ہم پر سختی کرتے تھے، پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو اس وقت بھی عمر ہمارے ساتھ سختی سے پیش آئے، اب جبکہ وہ خود خلیفہ ہوئے ہیں تو اللہ جانے کیا غضب ہوگا؟ لوگوں نے یہ بالکل سچ کہا ہے میں رسول اللہ ﷺ کا ایک خادم تھا اور آپ کی رحمت وشفقت کا درجہ کون حاصل کر سکتا ہے؟ اللہ نے خود آپ کو رؤف ورحیم کہا ہے، جو خود اللہ کا نام ہے، پھر ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور ان کے رفق وملاطفت کا بھی آپ

لوگوں کو انکار نہیں میں ان کا بھی ایک خادم اور مددگار تھا، اس لئے ان کی نرمی کے ساتھ اپنی سختی کو ملا دیتا تھا اور تیغ بے نیام ہو جاتا تھا وہ چاہتے تھے تو اس سے وار کرتے تھے۔ ورنہ میان میں ڈال دیتے تھے لیکن اب جبکہ میں خود خلیفہ ہو گیا ہوں تو یقین کرو کہ وہ سختی دوگنا ہو گئی ہے۔ لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں، رہے نیک اور دیندار لوگ تو میں ان کے لئے اس سے زیادہ نرم ہوں جس قدر وہ باہم نرم خو ہیں۔

حدیث رجال اور تاریخ کی کتابوں میں حضرت عمرؓ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ محفوظ ہے ان سب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس خطبہ کا ایک ایک لفظ کس قدر سچائی کس قدر صداقت اور کس قدر راست بازی سے لبریز تھا، انہوں نے کہا تھا کہ وہ دین دار لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نرم ہونگے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت ایسے ہی تھے حضرت سعید بن یربوعؓ ایک صحابی تھے جوان کے عہد خلافت میں اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا کہ "کوئی جمعہ ناغہ نہ کرنا اور مسجد نبویؐ میں برابر شریک جماعت ہونا۔" بولے "مجھے کون لے جائے گا؟ پلٹے تو اس کام کے لئے ان کے پاس ایک غلام بھیج دیا۔

بچوں کے وظائف کا فیصلہ

ایک بار حضرت احنف بن قیس بصرہ کے وفد کے ساتھ آئے اور کہا کہ "ہم ایک بنجر زمین میں آباد ہیں، اس کے مشرقی جانب کھاری سمندر ہے اور مغربی جانب چٹیل میدان ہمارے پاس کھیت ہیں نہ مویشی، دو کوس سے ضعیف لوگ پانی لاتے ہیں، عورتیں پانی بھرنے جاتی ہیں تو بچوں کو بکری کی طرح باندھ دیتی ہیں، کہ کہیں درندے نہ اٹھا لے جائیں تو کیا آپ ہماری ضرورت پوری نہ کریں گے؟ حضرت عمرؓ

نے فوراً بصرہ کے بچوں کے وظیفے مقرر کر دیئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھ بھیجا کہ ان کے لئے ایک نہر کھدوا دیں۔

جن عورتوں کے شوہر سفر میں ہوتے ان کے گھر خود تشریف لے جاتے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کرتے اور کہتے تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ تمہیں کسی نے ستایا تو نہیں؟ اگر تمہیں سودے سلف کی ضرورت ہو تو میں خرید دوں، مجھے خوف ہے کہ بیع و شراء میں تم لوگ دھوکہ نہ کھا جاؤ، وہ اپنی لونڈیاں ساتھ کر دیتیں، بازار میں جاتے تو ان لونڈیوں اور غلاموں کا جمگھٹ ساتھ ہوتا، ان کا سودا سلف خرید دیتے جن کے پاس دام نہ ہوتے خود اپنی گرہ سے دیدیتے، مجاہدین کے خطوط آتے تو خود ان کی بیویوں کے پاس لے کر جاتے اور کہتے کہ اگر کوئی پڑھنے والا نہ ہو تو دروازہ کے قریب آ جاؤ میں پڑھ دوں۔ قاصد فلاں دن جائے گا۔ جواب لکھوا کر بھیج دوں پھر خود ہی کاغذات لے کر جاتے، جن عورتوں کے خطوط تیار ہوتے ان کو لے لیتے، ورنہ کہتے کہ دروازے کے پاس آ جاؤ میں خود لکھ دوں، سفر میں ہوتے تو اپنے اونٹ پر ستو، کھجور مشک اور پیالے ساتھ رکھتے، جو لوگ کسی ضرورت سے پاس آتے ان سے کہتے کہ کھاؤ، جب لوگ کوچ کر چکتے تو منزل کی دیکھ بھال فرماتے، اگر کوئی چیز گری ہوتی تو اٹھا لیتے، اگر کوئی شخص لنگڑا لولا ہوتا یا اس کا اونٹ بیمار ہوتا تو اس کے لئے کرایہ کا اونٹ کر دیتے، قافلہ روانہ ہوتا تو پیچھے پیچھے چلتے، کوئی چیز گر پڑتی تو اٹھا لیتے، لوگ منزل پر اترتے تو گمشدہ چیزوں کی تلاش میں خود امیر المومنین کے پاس آتے۔

ایک مجاہد کی امداد

ایک بار بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت آئی اور کہا کہ "یا امیر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

المومنین میرا شوہر مر گیا اور چھوٹے بچے چھوڑے ہیں نہ وہ کوئی کام کر سکتے ہیں نہ ان کے پاس کھیتی ہے نہ مویشی، مجھے خوف ہے کہ ان کو درندے نہ کھا جائیں میں خفاف بن ایماء الغفاری کی لڑکی ہوں، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے، حضرت عمرؓ تو را ٹھہر گئے، وہاں سے پلٹے تو ایک اونٹ پر غلہ لائے اور ہاتھ میں اونٹ کی مہار دے کر کہا کہ "اس کو ہانک لے جاؤ، جب یہ ختم ہو جائے گا تو اللہ پھر دے گا، ایک شخص نے کہا۔" اے امیر المومنین آپ نے اس کو بہت دیا، بولے" ارے کم بخت اس کے باپ اور بھائی دونوں نے میرے سامنے ایک قلعہ کا مدتوں محاصرہ کیا اور اس کو فتح کیا۔

ایک بار سفر حج کو جا رہے تھے راہ میں ایک بڈھا ملا اور اس نے قافلہ کو روک کر پوچھا کہ تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں؟ جب معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا تو اس نے شدت سے گریہ و بکا کیا، پھر پوچھا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوا؟ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا نام بتایا بولا وہ تم میں ہیں؟ جب اس کو ان کی وفات کی خبر ہوئی تو پھر اسی طرح گریہ وزاری کی، پھر پوچھا کہ ان کے بعد کس نے زمام خلافت ہاتھ میں لی؟ بولے" عمر بن الخطاب" اس نے پوچھا وہ تم میں ہیں؟ جواب دیا تم سے وہی گفتگو کر رہے ہیں، اس نے کہا" تو میری فریاد رسی کیجیے، مجھے کوئی فریاد رس نہیں ملتا۔"

حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم کون ہو؟" تمہاری فریاد سن لی گئی"

بولا میرا نام ابوعقیل ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت اسلام دی میں آپ پر ایمان لایا آپ نے مجھے ستو پلایا اور میں اب تک اس کی سیری و سیرابی کو محسوس کرتا ہوں پھر میں نے بکری کا ایک گلہ خریدا اور اب تک ان کو چراتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں لیکن اس سال بدبختی نے ایک بکری کے سوا کچھ نہیں چھوڑا تھا مگر اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کو بھی بھیڑیا اٹھا لے گیا اب آپ میری دستگیری فرمایئے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ" ہم سے چشمہ پر ملو" منزل پر پہنچے تو اونٹنی کی لگام پکڑے بھوکے پیاسے بوڑھے کا انتظار کرتے رہے۔ لوگ آچکے تو صاحب حوض کو بلا کر کہا کہ فلاں بڈھا آئے، تو اس کو اور اس کے اہل وعیال کو کھلاتے پلاتے رہو یہاں تک کہ میں حج سے واپس آجاؤں" حج سے پلٹے تو صاحب حوض سے اس کے متعلق دریافت فرمایا اس نے کہا کہ وہ مبتلائے بخار آیا تھا اور تین دن کے بعد مر گیا میں نے اس کو دفن کر دیا اور یہ اس کی قبر ہے حضرت عمرؓ نے فوراً اس کی قبر پر نماز پڑھی اور اس سے لپٹ کر رو دیئے اس کے اہل وعیال کو ساتھ لے گئے اور تادم مرگ ان کی معاش کے متکفل رہے۔ (سیرۃ الصحابہ، اسوہ صحابہ حصہ دوم صفحہ ۳۵)

رعایا کے حقوق کا اعلان

رعایا اور بادشاہ کے تعلقات اس قدر نازک، مشتبہ اور پیچیدہ ہوتے ہیں کہ اگر وضاحت کے ساتھ ان کا اعلان نہ کر دیا جائے تو رعایا کے تمام حقوق ومطالبات پامال ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ ظالم سلطنتیں ان حقوق سے رعایا کو عموماً واقف رکھنا چاہتی ہیں اور ان کا تفصیلی اعلان تو عادل سے عادل سلطنت بھی نہیں کرتی، لیکن صحابہ کرام دنیا میں معیار عدل کے قائم کرنے کے لئے آئے تھے، اس لئے انہوں نے اپنے دور خلافت میں نہایت بلند آہنگی کے ساتھ ان حقوق کا اعلان کیا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے خاص اس موضوع پر ایک خطبہ دیا جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ خلیفہ رعایا کے حقوق واختیارات بتائے، انہوں نے فرمایا۔

صاحبو! کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ معصیت الٰہی میں اس کی اطاعت کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

جائے صرف تین طریقے ہیں جن کے اختیار کرنے سے یہ مال صالح ہو سکتا ہے یہ کہ حق کے ساتھ وصول کیا جائے حق میں صرف کیا جائے اور ناجائز طریقے سے اس کو نہ خرچ کیا جائے، میری اور تمہارے مال کی مثال یتیم کے ولی کی مثال ہے اگر میں متمول ہوں گا تو اس کے لینے سے احتراز کروں گا اور اگر محتاج ہوں گا تو تنگی کے ساتھ اس کو بقدر ضرورت اپنے اوپر صرف کروں گا میں کسی کو یہ موقع نہ دوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے، اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے مسل دوں گا کہ راہ حق پر آ جائے۔

مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں جن کو میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ان کا مطالبہ کر سکو، میرا فرض ہے کہ میں خراج اور خمس کا مال جائز طریقہ سے وصول کروں میرا فرض ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آ جائے تو اسی کے مصارف صحیحہ میں صرف کروں، میرا فرض ہے کہ تمہارے وظائف کو بڑھاؤں اور سرحد کی حفاظت اور میرا فرض ہے کہ تم کو خطرے میں نہ ڈالوں۔

ظالم بنا کر نہیں بھیجا

لیکن ان حقوق کی عملی تشکیل زیادہ تر امراء و عمال کے ہاتھ میں تھی اس لئے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

اچھی طرح سن لو! میں نے تم کو ظالم و جابر بنا کر نہیں بھیجا میں نے تم کو آئمہ ہدیٰ بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تمہارے ذریعہ سے سیدھی راہ پائیں، پس فیاضی کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق دو، نہ ان کو مارو کہ وہ ذلیل ہو جائیں نہ ان کی مدح وستائش کرو کہ ان کو تمہارے ساتھ گرویدگی پیدا ہو، نہ ان کے سامنے اپنے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دروازے بند رکھو کہ قوی ضعیف کو نگل جائے اپنے آپ کو ان پر ترجیح دے کر ان پر ظلم نہ کرو، ان کے ساتھ جہالت سے نہ پیش آؤ، ان کے ذریعہ سے کفار کے ساتھ جہاد کرو لیکن اس معاملہ میں ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو، اگر وہ تھک جائیں تو رک جاؤ، لوگو تم گواہ رہو کہ میں نے ان امراء کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ان پر مال غنیمت تقسیم کریں ان کے مقدمات کے فیصلے کریں اور اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آ جائے تو اس کو میرے سامنے پیش کریں۔

(سیر الصحابہ، اسوۂ صحابہ حصہ دوم صفحہ ۴۴)

گورنر مصر کے صاحبزادے کا فیصلہ

عامر الشعبیؒ نے حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد گرامی امت کی تحویل میں دیا ہے:

"واللہ میرے قلب کا عالم کیا ہے کہ جب یہ اس غفور الرحیم کی خاطر نرم ہونے پر آتا ہے تو پانی کے جھاگ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتا ہے اور اس کی خاطر جب سختی اختیار کرتا ہے تو پتھر بھی اس کے سامنے ہیچ ہے!"

انس بن مالکؓ کہتے ہیں: میں امیر المومنین کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، جو مصری تھا، مصری بولا: "آپ کے پاس پناہ لینے آیا ہوں۔" امیر المومنین بولے۔ "کیا بات ہے؟ ہوا کیا تم کو؟" فریادی نے کہا۔ "ہوا یہ کہ عمرو بن العاصؓ نے مصر میں کچھ گھوڑے روانہ کئے۔ ان میں ایک مجھے بھی ملا لیکن جونہی لوگوں کی نظر اس گھوڑے پر پڑی تو اسے سب نے تحسین اور قدر دانی کے جذبے سے دیکھنا شروع کیا۔ گورنر کے بیٹے محمد بن عمرو بن العاص نے کہا: رب کعبہ کی قسم یہ میرا گھوڑا ہے۔" محمد بن عمرو جوں ہی میرے پاس سے گزرے میں نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھی انہی کے الفاظ دہرا دیئے۔ "فرسی ورب الکعبہ" یعنی رب کعبہ کی قسم یہ گھوڑا میرا ہے۔" محمد نے بے تحاشہ مجھے کوڑے مارنا شروع کئے۔ گورنر کا یہ بیٹا مجھے کوڑے سے مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا" تجھ میں ہمت ہے تو یہ گھوڑا لے کر دیکھ۔ تجھے معلوم نہیں میں اشراف زادہ ہوں۔" ابھی مصری کا بیان یہیں تک پہنچا تھا کہ امیر المومنین نے کہا۔" تم بیٹھ جاؤ۔" اور پھر چھوٹتے ہی حکمران مصر عمرو بن العاص کو یہ الفاظ لکھ بھیجے: "جونہی تم کو میرا یہ مکتوب ملے تو اپنے بیٹے محمد کے ساتھ مدینہ کے لئے روانہ ہو جاؤ۔"

عمروؓ نے بیٹے کو بلا کر پوچھا" بیٹے کوئی خاص واقعہ تو نہیں رونما ہوا اور تم سے کوئی جرم تو نہیں سرزد ہوا؟" عمروؓ کے بیٹے نے کہا۔" نہیں تو" عمروؓ نے کہا۔ پھر عمرؓ نے تمہارا ذکر کیوں کیا آخر؟"

بہر صورت یہ دونوں باپ بیٹے افتاں و خیزاں مدینہ آئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں ہم امیر المومنین کے پاس بیٹھے تھے کہ عمروؓ اس ہیت کذائی کے ساتھ وارد ہوئے اور بیٹھ گئے...... ہم نے دیکھا کہ عمرؓ کی آنکھیں محمد بن عمروؓ کی تلاش میں تھیں۔ بیٹا باپ کے پیچھے تھا۔ فرمایا" مصر کا آدمی کدھر گیا؟" مصری بولا:" میں حاضر ہوں۔" ارشاد ہوا:" اب تم یہ درہ لو اور ان اشراف زادہ صاحب کو مارنا شروع کرو۔" مصری نے درہ سے عمرو بن العاصؓ کے بیٹے کو مارنا شروع کیا۔ وہ تکلف بھی کرتا تو امیر المومنین اسے حکم دیتے کہ وہ ابن عمرو کو مارتا جائے۔ گورنر کے بیٹے کے جسم سے خون جاری ہو چکا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر امیر المومنین نے فرمایا۔" یہ جو کچھ ہوا، اس کا سبب تمہارے والد ہیں۔ نہ ان کو اقتدار ملتا اور نہ تم کو یہ مصری یوں مارتا۔"

صاحبزادے بولے۔" امیر المومنین اس نے اگر مجھے مارا تو میں بھی اس کو مار چکا ہوں۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس پر جناب فاروقؓ کو جلال آ گیا اور فرمایا: ”بہرحال اگر تم نے اسے دوبارہ مارا تو ہم شدت سے مداخلت کریں گے اور آخر میں تم کو اس کے حق میں سپر ڈالنی پڑے گی۔“

پھر عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہوئے۔ ”عمرو! یہ تم نے انسانوں کو غلام کس دن سے بنا لیا ہے۔ وہ اپنی ماؤں کے بطن سے تو آزاد آئے تھے۔“

اس کے بعد وہ مصری سے فرمانے لگے۔ ”اطمینان اور دلجمعی سے واپس جاؤ اور تمہیں پھر کوئی ناگوار معاملہ پیش آئے تو، مجھے فوراً لکھو۔“

بیت المال کا فیصلہ

محمد بن سعد نے محمد بن سیرین کے واسطے سے احنف کا ذیل کا بیان فاروقِ اعظم کے سوانح نگاروں کے حوالے کیا ہے۔ ”ہم عمرؓ کے مکان کے آگے بیٹھے ہوئے تھے کہ سوال کرنے لگے ”امیر المومنین کے لئے بیت المال کی کیا کیا چیزیں حلال ہیں؟“ ہم نے ابھی اتنا کہا ہی تھا کہ بات فاروقِ اعظم تک پہنچ گئی۔ لیجئے ان کا آدمی ہمیں بلانے آ گیا، اور چند لمحوں میں ہم عمرؓ کے مقابل تھے۔ ہم سے چھوٹتے ہی پوچھا:

”کیا کہہ رہے تھے تم لوگ؟“

ہم نے کہا: ”ہم نے کوئی غلط بات نہیں کہی، اتنی سی بات ہوئی کہ ہم نے پوچھ لیا کہ، ان کے لئے (مراد امیر المومنین) کیا کیا جائز اور حلال ہے۔“ اب وہ خود ہی بول اٹھے:

”مجھ سے سنو! میں اللہ کے مال میں اپنے لئے کیا کیا جائز رکھتا ہوں۔ صرف دو جوڑے کپڑے۔ ایک جاڑوں کے لئے، ایک گرمیوں کے لئے ایک عدد اونٹ جس

کی پیٹھ پر بیٹھ کر میں حج اور عمرہ سے فراغت حاصل کر سکوں۔ اس کے علاوہ اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے قریش کے متوسط گھرانوں کے معیار زندگی کے مطابق کھانے پینے کا سامان اتنا اور صرف اتنا لینے کے بعد میں کسی بھی دوسرے مسلمان کی طرح کا ایک عام فرد ہوں اور ایک عام فرد جن جن حالات سے گزرے گا، ان سے مجھے بھی گزرنا ہوگا۔"

صاحبزادے کیخلاف فیصلہ

یہ ایک واقعہ مختلف مورخین نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ مگر شاہ بلیغ الدین کا حسن بیان اپنا ایک الگ اسلوب رکھتا ہے۔ اس لئے ان کے الفاظ بھی پڑھ لیجیے۔

حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ عبدالرحمٰن الاوسط کہلاتے تھے، کیونکہ ان سے ایک بڑے بھائی کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا، عبدالرحمٰن الاکبر! حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ام المومنین حضرت حفصہؓ ایک ہی ماں سے تھے۔ حضرت عمرؓ کے صاحبزادوں میں حضرت عبداللہ کا مقام سب سے اونچا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں بھی وہ اپنی فضیلت اور منزلت کی وجہ سے بڑے ممتاز مقام کے حامل تھے۔ دین کی جو خدمت ان کے ہاتھوں انجام پائی اور قرآن و حدیث کی اشاعت میں جو حصہ انہوں نے لیا، اس پر امت مسلمہ جتنا فخر کرے کم ہے۔ وہ اسلام کے چار جلیل القدر عباداللہ میں سب سے بڑے مقام کے حامل ہیں۔

ابوشحمہ کسی کام سے مصر گئے تھے۔ غالباً تجارت کے سلسلے میں۔ وہ بھی اللہ سے ڈرنے والے، عالم فاضل، متقی اور پرہیزگار بندے تھے۔ ایک دن مصر کے قیام کے زمانے میں انہوں نے کھجور کا شربت، کوئی خاص بات نہ تھی۔ اس کا عام رواج تھا۔ یہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حلال ہے۔ اگر دھوپ میں رہ جائے یا گرمی کی شدت بڑھ جائے تو اس میں خمیر پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہلکا سا نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ابو شحمہ نے نبیذ پی تو تھوڑی دیر میں انہیں محسوس ہوا کہ اس میں خمیر پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ انہیں ہلکا سا خمار ہو گیا تھا۔ یہ اتفاق کی بات تھی، لیکن یہ بات پرہیزگاری کے خلاف تھی، اس لئے خود چل کر گورنر مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے کہا کہ مجھ پر شراب کی حد جاری کی جائے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے تفصیلات پوچھیں۔ دیکھا کہ ابو شحمہ کا تقویٰ اجازت نہیں دیتا کہ وہ حد جاری کرائے بغیر لوٹ جائیں تو نرمی سے حد جاری کی۔ بات آئی گئی ہو گئی، لیکن حضرت عمرؓ کو مدینۃ النبی اس کی اطلاع پہنچی، تو انہوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو لکھا کہ فوراً ابو شحمہ کو میرے پاس روانہ کر دو! میں خود اس معاملے کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب شخصیت کا حامل بنایا تھا۔ ان کا عدل ضرب المثل ہے۔ دنیا کی تاریخ اس کا جواب نہیں پیش کر سکتی۔ یہ سب کچھ اللہ کے رسول ﷺ کی تربیت اور توجہ کا نتیجہ تھا اور آپ ﷺ ہی کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا حضرت عمرؓ اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے۔

ابو شحمہ اس بات کو خوب جانتے تھے۔ وہ خود بھی پاکباز اور پاک نفس تھے۔ یہ اور بات ہے کہ انہیں دھوکا ہو گیا۔ جو صورت بھی ہو انہوں نے اپنی کیفیت کو چھپایا نہیں۔ نہ کوئی دیکھنے والا تھا، نہ رپورٹ کرنے والا، صرف اللہ کا ڈر تھا کہ ابو شحمہ نے اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیا۔

حضرت عمرؓ کے لئے مسئلہ بڑا نازک تھا۔ اپنے فرائض کا انہیں اس درجہ احساس تھا کہ انہوں نے ابو شحمہ پر پھر سے حد جاری کی تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ امیر المومنین

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کے لڑکے سے رعایت ہوئی۔

باپ کے حکم سے بیٹے پر حد جاری ہوئی، تو ابوشحمہ کا برا حال ہوا۔ سفر کی تکان، ابوالعرز باپ کی ناراضگی اور کوڑوں کی مار نے انھیں بیمار ڈال دیا۔ طحطاوی نے لکھا ہے کہ کوئی ایک مہینہ بعد وہ اس صدمے سے اللہ کو پیارے ہوئے۔

مقتول کے قتل کی تحقیق

ایک دن آپ کے پاس ایک بے ریش مقتول لڑکا لایا گیا، جو راہ پر پڑا تھا۔ آپ نے تحقیقات کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ کس نے قتل کیا ہے، لہٰذا آپ بہت ہی ملول ہوئے، دعا کی۔ "اے اللہ! مجھے اس کے قاتل کا کھوج مل جائے۔" سال ہونے نہ پایا تھا کہ اسی جگہ ایک نومولود بچہ پایا گیا۔ اسے بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ فرمایا: "انشاء اللہ! اب میں کھوج لگا لوں گا۔"

آپ نے اس بچے کو ایک عورت کے سپرد کر دیا اور کہا: "اس کی پرورش کر، ہم خرچ دیں گے اور یہ دیکھتی رہ کہ تجھ سے اسے کون کون لیتا ہے، اگر کسی عورت کو پیار کرتے اور سینے سے چمٹاتے دیکھے، تو مجھے بتا دینا۔"

"جب وہ لڑکا ذرا بڑا ہو گیا، تو ایک لونڈی آئی اور بولی۔" میری آقا نے مجھے بھیجا ہے کہ لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دے تاکہ وہ اسے دیکھ کر واپس کر دے۔"

وہ بولی: "ہاں، ضرور، لے جا، میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔"

وہ لونڈی لڑکے کو لے کر چلی اور ساتھ ساتھ یہ نگراں بھی چلی۔ جب لڑکا بیگم کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اسے پیار کیا اور سینے سے لگا لیا۔ یہ عورت اصحاب رسول میں سے ایک بوڑھے انصاری کی بیٹی تھی۔ لڑکے کی نگراں نے آپ کو مطلع کر دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آپ نے تلوار اٹھائی اور اس عورت کے گھر کی راہ لی، دیکھا کہ اس کا باپ دروازے پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے، فرمایا: "اے فلاں کے باپ! تیری فلاں بیٹی نے کیا کیا؟"

انہوں نے کہا: "امیر المومنین! اللہ اسے جزائے خیر دے، وہ تو حقوق الٰہی اور حقوق پدری کی بڑی محافظ ہے۔ خوب نماز روزہ رکھتی ہے اور دین پر مستقیم ہے۔"

آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں، اس کے پاس جاؤں اور اسے بھلائی پر اور زیادہ بھڑکاؤں۔"

وہ بولے: "امیر المومنین! اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ یہیں ٹھہریں، میں آتا ہوں۔" بوڑھے نے حضرت عمرؓ کے لئے لڑکی سے اجازت طلب کی اور دونوں اندر داخل ہو گئے۔ ان دونوں کے سوا وہاں اور کوئی نہ تھا، آپ نے تلوار نیام سے باہر نکال کر فرمایا: "سچ سچ بتا ورنہ گردن اڑا دوں گا۔" عمرؓ کے سامنے کوئی جھوٹ نہ بول سکتا تھا، اس نے کہا: "امیر المومنین! ذرا صبر کیجیے، واللہ میں آپ کو سچ بتا دوں گی۔ بات یہ تھی کہ ایک بوڑھی ہمارے گھر آیا جایا کرتی تھی، میں نے اسے اپنی ماں بنا لیا۔ وہ میری ماں کی طرح میری خدمت کرتی۔ میں اس کے لئے بیٹی کی مانند تھی، ایک عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ ایک دن بولی، بیٹی میں سفر پر جا رہی ہوں، میری ایک بیٹی فلاں مقام پر ہے، مجھے ڈر ہے کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری واپسی تک وہ تیرے پاس رہے۔ اس عورت نے اپنے بے ریش بیٹے کو لڑکیوں کا لباس پہنایا اور میرے سپرد کر گئی...... مجھے کبھی شک بھی نہ ہوا کہ وہ لڑکا ہے، لہٰذا وہ مجھے ہر روز اس حالت میں دیکھتا، جس حالت میں ایک لڑکی ایک لڑکی کو دیکھ سکتی ہے۔ ایک دن میں غافل پڑی سو رہی تھی کہ وہ مجھ پر چڑھ بیٹھا، میرے برابر ایک چھرا رکھا تھا میں نے اس کا کام تمام کر دیا اور وہاں پھنکوا دیا جہاں آپ نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسے پڑے دیکھا تھا۔ اس سے میرے یہ لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے بھی اسی جگہ پھنکوا دیا جہاں اس کا باپ پھینکا گیا تھا۔ واللہ جہاں تک میرے علم میں ہے، بات صرف یہی ہے۔"

غلاموں سے عدل

الغرض حضرت عمر فاروقؓ اسلامی تعلیمات کی مجسم تصویر تھے۔ آپؓ رحم و کرم، شفقت اور عفو میں مثالی انسان تھے۔ آپؓ نے ہر ایسے موقع پر جہاں ہمدردی اور رحم کا تقاضہ تھا۔ عملی طور پر رحم اور عفو کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کی مثال ان کے بعد آج تک نہیں ملتی اس زمانے میں غلامی کا رواج عام تھا اسے فوراً بند کر دینا غیر فطری اور ناممکن بات تھی۔ حضرت عمرؓ غلاموں کے بارے میں مجسم رحم و کرم واقع ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے دور خلافت میں غلاموں کا مرتبہ ان کے آقاؤں کے برابر کر دیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ کوئی عربی غلام نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ غلاموں کی فلاح و بہبود کی بہتری کے لئے متعدد تدابیر اختیار کی۔ غلاموں کی تنخواہیں ان کے مالکوں کے برابر کیں۔ آزاد و غلام بچوں کی تعلیم و تربیت کا عام مسلمان بچوں کے ساتھ انتظام کیا تاکہ ابتداء ہی سے وہ آزاد ماحول میں پرورش پائیں اور ان میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ آپؓ اکثر غلاموں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے اور لوگوں کو بھی یہی ترغیب دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"جو لوگ غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے میں عار سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے دور خلافت میں ہر جگہ لنگر خانے، مسافر خانے اور یتیم خانے

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قائم کر کے اور غرباء و مساکین اور مجبور و لاچار لوگوں کو روز ینے مقرر کر کے شفقت پرور رحم و کرم کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپؓ نے ذمیوں اور کافروں کے ساتھ جس شفقت اور رحم دلی کا سلوک کیا۔ آج مسلمان، مسلمان سے نہیں کرتے زندگی کے آخری لمحے تک آپ کو ذمیوں کا خیال رہا۔ چنانچہ آئندہ ہونے والے خلفاء کے لئے وصیت کر دی کہ ذمیوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے اور ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت اور رحم کا سلوک کیا جائے۔

رحم و کرم کے ساتھ ساتھ آپ درگزر اور عفو سے بھی کام لیتے تھے۔ ایک دفعہ حر بن قیس اور عینیہ بن حصن حاضر خدمت ہوئے، عینیہ نے کہا، آپؓ بہت سخت ہیں اور انصاف سے حکومت نہیں کرتے۔ حضرت عمرؓ اس گستاخی پر بہت غضبناک ہوئے۔ حر بن قیس نے کہا، قرآن مجید میں تو جاہلوں کو چھوڑ دینے اور معاف کر دینے کا حکم ہے۔ یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی بات کا خیال نہ کیجیے۔ اس سے حضرت عمرؓ کا غصہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا۔

صاحبزادے کو عہدہ نہ دینا

حضرت عمرؓ نے امور خلافت کو جس عدل و مساوات، اور دیانت اور امانت سے انجام دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپؓ کے دور خلافت میں شاہ گدا، امیر و غریب، مفلس اور مالدار سب ایک حال میں نظر آتے تھے۔ آپ کی طرف سے عمال کو تاکیدی حکم تھا کہ کسی طرح کا امتیاز اور نمونہ اختیار نہ کریں۔ آپؓ نے خود ذاتی حیثیت سے بھی عدل و مساوات کو اپنا شعار بنا کے رکھا تھا۔ آپ نے کسی کو اپنے رشتہ دار ہونے کی بنا پر کبھی کوئی مرتبہ یا عہدہ نہ دیا۔ ان کا اپنا فرزند عبداللہ دلاور، متقی اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

فاضل ہونے کے باوجود باپ سے کسی بلند مرتبے کی توقع نہ کر سکا حالانکہ اس کی ذاتی اور علمی صفات کے پیش نظر اگر کوئی اور حاکم ہوتا تو اسے ضرور کسی اہم عہدے پر فائز کرتا۔

ایک بار زید بن ثابتؓ قاضی مدینہ کی عدالت میں مدعا علیہ کی حیثیت سے گئے تو انہوں نے تعظیم کے لئے جگہ خالی کر دی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے اس مقدمے میں یہ پہلی ناانصافی کی۔ یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔ عدل ومساوات کے ضمن میں آپؓ کے قانون کے نفاذ میں کسی تخصیص اور امتیاز کے قائل نہ تھے۔ بعض روایات کے مطابق آپؓ کا اپنا لڑکا ابو شحمہ جوش جوانی میں زنا کا مرتکب ہوا تو ایک عام آدمی کی طرح اسے قانون وقت کے مطابق سو درے کی سزا دی۔ حتیٰ کہ دوران سزا یا بعد ازاں اس نے دم توڑ دیا۔

خلیفہ کی اہمیت سے فاروق اعظمؓ کے جاہ وجلال اور عدل وانصاف کا سکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا تھا۔ قیصر وکسریٰ کے سفیر آئے تو انہیں پتہ نہ چلتا تھا کہ شاہ کون ہے اور گدا کون ہے۔ حقیقتاً حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ذاتی کردار واعمال سے عدل ومساوات کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ حاکم ومحکوم اور آقا اور غلام کے سارے امتیازات ختم ہو کر رہ گئے اور اسلامی مملکت میں قانون کی بالادستی قائم ہو گئی۔

حضرت عمرؓ کے اقدامات

قحط کی ابتداء میں مدینہ والوں کی حالت دوسروں سے بہتر تھی۔ جس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں شہریت کا شعور پیدا ہو چکا تھا اور مدینہ والوں نے آسودگی کے زمانے میں ضروریات زندگی کا ذخیرہ فراہم کر لیا تھا۔ جو متمدن لوگوں کی عادت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ چنانچہ جب قحط کا آغاز ہوا تو وہ اس ذخیرہ کے سہارے زندگی بسر کرنے لگے۔ لیکن بدویوں کے پاس کوئی اندوختہ نہ تھا اس لئے وہ شروع ہی میں بھوکے مرنے لگے اور دوڑ دوڑ کر مدینہ پہنچے کہ امیرالمومنین سے فریاد کر کے اپنے اہل وعیال کی زندگی کے لئے روٹی کا ٹکڑا مانگیں۔ ہوتے ہوتے ان پناہ گیروں کی اتنی کثرت ہوگئی کہ مدینے میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ اب مدینہ والے بھی ابتلا میں پڑ گئے اور بدویوں کی طرح بھوک اور قحط نے ان پر بھی وار کر دیا۔

حضرت عمرؓ خود کیا کریں اور ان بھوکوں کا پیٹ کس طرح بھریں؟ بیت المال ان کے ہاتھ میں تھا اور ان کے عراق وشام کے عمال بس اتنا ہی سامان غذا بھیج سکتے تھے جو قحط سے پہلے کی معیشتی زندگی کو سنبھال سکتا۔ پھر اگر وہ چاہتے تو بجا طور پر یہ عذر کر سکتے تھے کہ خلافت کی اہم ذمہ داریاں انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ وہ مزید ذمہ داری قبول کر کے جان پر ستم جھیلیں اور اسے تمام مسلمانوں کی نگرانی وسرپرستی کے بوجھ تلے دبا دیں۔ لیکن اس موقع پر انہوں نے جو طرز عمل اختیار فرمایا وہ ایک روشن مثال ہے، جس سے واقف ہونا اور اس کی تقلید کرنا ہر اس شخص کا فرض ہے جس کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہو۔

قحط کی شدت کے زمانے میں ایک دن حضرت عمرؓ کے پاس گھی میں چوری ہوئی روٹی آئی۔ آپ نے ایک بدوی سے شریک طعام ہونے کے لئے فرمایا جس طرف گھی تھا بدوی اس طرف بڑے بڑے لقمے مارنے لگا حضرت عمرؓ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کبھی گھی نہیں کھایا بدوی نے جواب دیا: ”ہاں“ میں نے فلاں فلاں دن سے آج تک گھی یا تیل نہیں کھایا اور نہ کسی کو کھاتے دیکھا۔“ حضرت عمرؓ نے اسی وقت قسم کھائی جب تک لوگ قحط میں مبتلا ہیں وہ گوشت اور گھی کو ہاتھ نہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لائیں۔ فاروق اعظم نے اپنی اس قسم کو پورا کیا، یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے مینہ برسا اور لوگوں پر سے قحط کی مصیبت ٹل گئی۔

مسلمانوں کی امداد

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کا بڑا غم کھایا اور ان کے لئے اپنی تمام کوشش صرف کر دیں۔ انہوں نے جزیرہ نما عرب کے باشندوں کی مدد کے لئے عراق و شام کے عمال کو خطوط لکھے۔ ان خطوں کے الفاظ حضرت عمرؓ کے دل سے نکلے تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاروق اعظمؓ ادائے فرض کے لئے حد درجہ بے چین ہیں اور انہیں اس بات کا شدید احساس ہے رعایا کے ایک ایک فرد کے لئے وہ خدا اور ضمیر کے سامنے جواب دہ ہیں۔ انہوں نے فلسطین میں ابن عاص کو لکھا۔ "سلام علیک...... اما بعد! کیا تم مجھے اور پاس والوں کو ہلاک ہوتا دیکھو گے اور تمہارے پاس والے زندہ رہیں گے۔" "مدد! مدد! مدد!!!"

اور حضرت عمرو بن عاص نے جواب دیا۔" اما بعد! اطمینان رکھیے ایک ایسا قافلہ بھیج رہا ہوں جس کا پہلا سرا آپ کے پاس ہوگا اور آخری سرا میرے پاس ہوگا۔

اس قسم کا خط حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو شام بھیجا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو عراق اور ان سب نے بھی حضرت عمرو بن عاصؓ کا سا جواب دیا۔

امرائے سلطنت میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت عمرؓ کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے جزیرہ نمائے عرب کے باشندوں کی مدد کو پہنچنے میں پہل کی اور سب سے پہلے سامان سے لدے ہوئے چار ہزار اونٹ لے کر مدینہ پہنچے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت عمرؓ نے مدینے کے اردگرد پڑے ہوئے قحط زدوں میں غذا تقسیم کرنے کا کام انہی کے سپرد فرمایا اور جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو حکم دیا کہ چار ہزار درہم انہیں دے دیئے جائے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا۔ "اے امیر المومنین ! مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ اور اس کے انعام کے لئے کیا ہے۔ مجھے دنیوی غرض کی طرف نہ کھینچے" لیکن حضرت عمرؓ نے جواب دیا یہ لے لو۔ جب تم نے اسے طلب نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ! مجھے بھی رسول ﷺ کے ساتھ ایک دفعہ ایسا ہی واقعہ پیش آ چکا ہے۔ جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یہی میں نے بھی خدمت رسالت ﷺ میں عرض کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ نے مجھ پر بخشش فرمائی۔ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ نے وہ رقم لے لی اور اپنی ولایت کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے فلسطین سے اونٹوں اور ایلہ کی بندرگاہ سے جہازوں پر سامان غذا بھیجا۔ آٹے اور گھی سے بھرے ہیں جہاز سمندر کے راستے چلے اور آٹے سے لدے ہوئے ایک ایک ہزار اونٹ خشکی کی طرف سے روانہ ہوئے۔ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے شام سے تین ہزار اور سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک ہزار اونٹ بھیجے اور ان سب پر صرف آٹا لدا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے پانچ ہزار کمبل اور حضرت معاویہؓ نے تین ہزار چغے ارسال کئے۔

اللہ کے حضور التجا اور قبولیت

حضرت عمرؓ نے تمام عربوں کا اتنا خیال رکھا۔ اس کے باوجود ان میں بیماری

www.iqbalkalmati.blogspot.com: مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

پھیل گئی اور بہت سے لوگ اس کی نذر ہو گئے۔ حضرت عمرؓ مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے اور جب کوئی مرجاتا تو اس کے لئے کفن بھیجتے اور اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ وہ نو مہینے تک، جن میں لوگوں کو انتہائی دکھ اور شدائد جھیلنے پڑے، مسلسل کام کرتے رہے اور عمال سلطنت کی مدد سے جس قدر بھی ان سے ہوسکا قحط کی ہلاکت آفرینیوں کا زور توڑتے رہے۔ لیکن جب اعانت کی راہیں تنگ ہوئیں تو جزیرہ نمائے عرب میں بیماری اور موت نے شدت پکڑ لی اور لوگوں پر انتہائی دہشت طاری ہوگئی۔ حضرت عمرؓ کو اللہ کے دامن رحمت کے سوا کہیں پناہ نظر نہ آئی۔ نو مہینے تک مسلسل ان کا یہ معمول تھا کہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد کاشانہ خلافت میں داخل ہوتے تھے اور ساری رات نوافل پڑتے رہتے تھے اللہ سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگتے تھے کہ وہ ان کے ہاتھوں امت کو ہلاک نہ کریں لیکن جب ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی تو نماز استسقاء کا فیصلہ کیا اور نمائندے کو لکھ بھیجا کہ فلاں دن لوگوں کو لے کر باہر نکلو اور پروردگار عالم کے حضور گڑگڑاؤ کہ ان پر سے قحط دور کر دے۔ اس دن وہ خود بھی لوگوں کو لے کر نکلے۔ رسول ﷺ کی ردائے مبارک ان کے ہاتھ پر تھی۔ نماز ختم کرنے کے بعد انہوں نے اور ان کے ساتھ تمام مسلمانوں نے اللہ جل شانہ کی تعریف میں تضرع وزاری کی اور گڑگڑا، گڑگڑا کے دعائیں مانگیں۔ حضرت عمرؓ دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ ان کے پہلو میں کھڑے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ "یا اللہ! ہم تیرے رسول کے چچا کو تیرے حضور شفیع بناتے ہیں" حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی اپنے پروردگار سے دعا مانگی۔ ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سے چھلک رہی تھیں۔ لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے خشیت وزاری کے انتہائی جذبات کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے۔ اور جانتے تھے کہ اگر اس نے مینہ نہ برسایا تو موت یقینی ہے۔ آخر کار اللہ نے اپنے ان مومن بندوں کی دعا قبول فرمائی۔ جنہوں نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا تھا۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کے لئے رؤف ورحیم ہے۔

اللہ نے اپنے بندوں کی دعا قبول فرمائی اور دھواں دھار بارش کے لئے دروازے کھول دیئے۔ پیاسی زمین دیکھتے دیکھتے سیراب ہوگئی۔ اور اس نے اپنا خاکستری لباس بدل کے دھانی پوشاک پہن لی۔ اب ان عربوں کے لئے جو چاروں طرف سے مدینہ میں آکر جمع ہوگئے تھے وہاں ٹھہرنے کی کوئی وجہ نہ رہی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ان میں جاتے اور فرماتے جاؤ! اپنے اپنے وطن کو واپس جاؤ! انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ مدینہ کی زندگی کو عیش وآرام کی زندگی سمجھ کر دہیں نہ رہ پڑیں۔ بلکہ انہوں نے ان بدویوں کو چند ایسے لوگوں کے سپرد کردیا جو ان کے لئے سفر کی سہولتیں بہم پہنچاتے تھے۔ اپنے وطن واپس پہنچ کر یہ لوگ پھر معمول کے مطابق زندگی بسر کرنے لگے۔ حالانکہ اب انہیں مال غنیمت میں وہ وظیفے نہیں مل رہے تھے۔ جو ان کی آسودگی کا سبب تھے۔ یہ اس لئے کہ حضرت عمرؓ جزیرہ عرب کے تحفظ میں مصروف تھے اور انہوں نے اپنے لشکر کو سخت احکام دے رکھے تھے کہ جب تک وہ اپنی مدافعت پر مجبور نہ ہو جائیں، دشمن سے جنگ نہ کریں۔

قحط زدہ لوگوں کو زکوٰۃ موخر کردی

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے آدمی نہ بھیجے، بلکہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب تک قحط دور نہ ہو گیا انہیں روکے رکھا۔ جب لوگ اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگے اور سرمایہ حیات وافر ہو گیا تو ان کارندوں کو بھیجا اور حکم دیا کہ ہر صاحب استطاعت سے دو حصے وصول کیے جائیں۔ ایک حصہ عدام الرمادہ اور ایک اس کے بعد کے سال کا۔ پہلا حصہ محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور دوسرا حصہ بارگاہ خلافت میں پہنچا دیا جائے۔ اس سے ضرورت مندوں کو ضرورت میں بہت تخفیف ہو گئی۔ پھر یہ تاکید بھی کی تھی کہ ان لوگوں کے سوا کسی کو تکلیف نہ دی جائے اور اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے جسے برداشت کرنے کی ان میں طاقت نہ ہو۔

حضرت عمرؓ کی بصیرت

مناسب ہے کہ ہم اس مرحلے پر تھوڑی دیر کے لئے توقف کریں اور حضرت عمرؓ کی سیاست کو دیکھیں جو اس قحط کے زمانے میں جس سے انہیں اور ان کی قوم کو سابقہ پڑا، ان کی خدمات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس سے ہماری مراد استعجاب و احترام کے ان جذبات کا اظہار نہیں ہے جو ان خدمات کے پیش نظر حضرت عمرؓ کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ ہم ان خدمات کے آئینے میں حکومت کی اس تصویر کے اجمالی خطوط دیکھنا چاہتے ہیں، جو اس شخص کے ذہن میں مرتسم تھی جسے قضا و قدر نے اس مقصد کے لئے مخصوص فرمایا تھا کہ وہ اسلامی معاشرے میں نظام حکومت کو تفصیلی رنگ دینے کا سب سے پہلے آغاز کرے۔ ان خدمات و اعمال میں جو چیز سب سے زیادہ نظر کو اپنی طرف کھینچتی ہے وہ حضرت عمرؓ کا ذمہ داریاں قبول کرنا اور اپنی جان کو خود مورد ستم بنانا ہے۔ انہوں نے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے روگرداں ہونے کے لئے اپنے اوپر یہ بوجھ نہیں لادا تھا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ وہ اس لئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کرتے تھے کہ ان کا شعور غریبوں، کمزوروں اور محتاجوں کے شعور سے ہم آہنگ ہو جائے۔ ان کا ارشاد ہے۔ "جب تک میں لوگوں کی مصیبت میں شریک نہ رہوں گا مجھے ان کی تکلیف کا کیسے اندازہ ہوگا؟ اسی لئے وہ اپنے آپ کو ان محتاجوں کی سطح پر لے آئے تھے۔ جنہیں زندگی برقرار رکھنے کے لئے صرف انہی کا دسترخوان میسر آتا تھا۔ اور دوسرے ہزاروں بھوکوں کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ انہی کے ہمراہ کھانا کھاتے تھے اور اپنے گھر میں کھانا کھانے پر رضامند نہ ہوتے تھے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ اپنے لئے ایسی چیز پسند کرتے ہیں جو ان کی قوم کے فاقہ زدوں کو میسر نہیں۔ اپنے اس عمل سے ان کے لئے دو اہم مقصد تھے ایک یہ کہ انہیں لوگوں کے دکھ درد کا احساس ہو جائے تاکہ وہ ان سے ہمدردی اور ان کی تکلیفیں دور کرنے کے سلسلے میں سعی و عمل کی رفتار تیز تر کر دیں اور دوسرا یہ کہ عوام کو اطمینان ہو جائے کہ امیرالمومنینؓ مصائب و شدائد میں ہمارے برابر کے شریک ہیں اور ان کے جذبات مشتعل نہ ہو جائیں بلکہ وہ ہر تکلیف و اذیت پر راضی بہ رضا رہیں کہ مملکت کا سب سے بڑا آدمی اس ابتلا میں انکا ساتھ دے رہا ہے اور ان دونوں مقصدوں میں حضرت عمرؓ اتنے کامیاب رہے کہ کسی قوم کا کوئی فرماں روا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

اس بنا پر حضرت عمرؓ کے نزدیک فرماں رواں کا سب سے پہلا فرض یہ تھا کہ وہ اپنی زندگی کو عوام کی زندگی کے برابر رکھے۔ لیکن اسی طرح ان کی یہ بھی رائے تھی کہ اہل استطاعت کو جائز رو سے نفع رواگی نفع اندوز ہونے کے لئے دولت جمع کرنے اور زمین سے غلہ لینے کا موقع دیا جائے تاکہ یہ سرمایہ ان کے شعلہ عمل کو بھڑکائے اور دولت اور نعمت کی زیادتی کے لئے مساعی کے قدم برق رفتار ہو جائیں۔ اس سے

عوام کے دل میں اپنے فرماں رواں کی محبت بڑھے گی۔ وہ اس کی سیاست کو اپنا لیں گے اور اس سیاست کی راہ میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اپنے حاکم سے عوام کی یہ محبت اور شدید تعلق خاطر میں اس کے خلاف نافرمانی وسرکشی کا خیال نہ آسکے گا۔

اس کے علاوہ قوم کے مختلف طبقوں میں اخوت اور محبت کے رشتے استوار ہو جائیں گے کیونکہ ان مختلف طبقوں میں فرماں رواں کا وہی مقام ہوتا ہے جو کام انسان کے جسم میں قلب کا ہوتا ہے۔ فرماں رواں ان میں عدل وانصاف سے زندگی کا سامان تقسیم کرتا ہے اور ان سب کا رخ عام بھلائی کی طرف بھیج دیتا ہے۔

☆☆☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com